مسلک اہل حدیث کا داعی اور مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا ترجمان

جلد: 54
شمارہ: 34
۱۷ تا ۲۳ صفر المظفر ۱۴۴۵ھ
09 تا 15 ستمبر 2023ء

بجلی چوروں اور مفت خوروں کے بل عوام کیوں دیں؟

1974ء کی تحریک ختم نبوت
جب مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سیلاب زدگان کی مدد کے لیے پیش پیش

جیل جانے کو جی چاہتا ہے
سخن گسترانہ

پانی پلانا...... بہترین صدقہ جاریہ

پرائز بانڈ جوئے کی قسم ہے
اس پر منافع حرام اور ناجائز ہے

عورت کے غیر محرم سے ہاتھ ملانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

تفسیر سورت فاتحہ آیت (1 تا 3)

ارشادِ ربانی ہے:﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴾ ’’سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے، بے حد رحم والا نہایت مہربان، بدلے کے دن کا مالک۔‘‘(الفاتحة: 1، 3)

قرآن کریم کتاب ہدایت ہے، جسے اللہ رب العالمین نے انسانیت کی رشد وہدایت کے لیے نازل فرمایا۔ اس کی ابتداء سورۃ الفاتحہ سے ہوتی ہے جو ایک مختصر مگر عظیم سورت ہے۔ اسے ام القرآن اور ام الکتاب کہا جاتا ہے۔ گویا یہ سورت پورے قرآن کے لیے جڑ اور بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لیے اسے سمجھنا ایک مسلمان کے لیے ازحد ضروری ہے۔

پہلی آیت میں انسان اللہ تعالیٰ کی تعریف اور حمد بیان کرتا ہے۔ حمد کی دو اقسام ہیں:

اللہ تعالیٰ کے احسانات اور نعمتوں کی وجہ سے اس کی تعریف کرنا، گویا اس کا شکر ادا کرنا۔

دوسری قسم اللہ کی صفات کاملہ کی وجہ سے اس کی تعریف کرنا، کائنات کی ہر چیز اللہ کی صفات کمال کی وجہ سے اس کی تعریف کرتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا نام قرآن مجید میں ’’الحمید‘‘ تقریباً 17 مرتبہ آیا ہے۔ امام طبری رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں الحمید کا معنی ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ ساری مخلوقات کو بنانے اور ان پر اپنے احسانات اور نعمتوں کی بارش کرنے پر حقیقی تعریف کا حق رکھتا ہے، اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تعریف کے گن گاتا رہے اور اس کی اطاعت میں زندگی گزارے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی دو اوصفات الرحمن اور الرحیم ذکر کی ہیں۔ الرحمن سے مراد بڑی بڑی نعمتیں عطاء کرنے والا کہ جس سے مسلم اور غیر مسلم سارے ہی مستفید ہوتے ہیں۔ جبکہ رحیم سے مراد بہت دقیق اور خاص نعمتیں عطاء کرنے والا کہ جو صرف اس کے فرماں بردار بندوں کے لیے ہیں۔ یہ آیت تلاوت کرتے وقت اللہ کی صفت رحمت کا مفہوم انسان کے ذہن میں ہونا چاہیے کہ اس کی بے پناہ رحمت ساری مخلوق کے لیے ہے جو ہمیشہ برستی رہتی ہے۔ کیونکہ اگر اس کی رحمت میں وسعت نہ ہو تو بعض مخلوق محروم رہ جائے اور اگر اس رحمت میں ہمیشگی نہ ہو تو کوئی چیز باقی نہ رہے۔

تیسری آیت میں اس کے بادشاہ اور مالک حقیقی ہونے کی صفت بیان ہوئی ہے۔ گویا وہ بادشاہ حقیقی اور اختیار کا مالک ہونے کے باوجود اپنی رحمت برساتا رہتا ہے۔ بعض دفعہ انسان بہت رحم کرنے والا ہوتا ہے لیکن اس کے اختیار میں کچھ نہیں ہوتا، اس لیے وہ چاہتے ہوئے بھی رحم نہیں کر سکتا۔ قیامت کے دن بالخصوص یہاں ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا ہے کہ اس روز ظاہری طور پر مالکیت اور ملوکیت کا یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

اس سورت کی پہلی تین آیات میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی گئی ہے۔ یہ آیات پڑھتے وقت انسان کو یہ تصور ذہن میں رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے رب کے انعامات پر اس کی تعریف و کبریائی بیان کر رہا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس عزم کا اعادہ بھی کرے کہ وہ اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں گزارے گا۔

درس حدیث

خوشخبری

ارشادِ نبوی ﷺ ہے: عَنْ ابن عباس قَالَ بَيْنَما جِبْرِيلُ قَاعِدٌ عِنْدَ النبيِّ ﷺ، سَمِعَ نَقِيضًا مِن فَوْقِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقالَ: هذا بَابٌ مِنَ السَّماءِ فُتِحَ اليومَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إلَّا اليومَ، فَنَزَلَ منه مَلَكٌ، فَقالَ: هذا مَلَكٌ نَزَلَ إلى الأرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إلَّا اليومَ، فَسَلَّمَ، وَقالَ: أَبْشِرْ بنُورَيْنِ أُوتِيتَهُما لَمْ يُؤْتَهُما نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الكِتَابِ، وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ البَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بحَرْفٍ منهما إلَّا أُعْطِيتَهُ.. (صحيح مسلم: 806)

’’سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، انہوں نے اپنے اوپر زور سے دروازہ کھلنے کی آواز سنی، سر اٹھایا اور فرمایا: ’’یہ آسمان کا ایک دروازہ کھلا ہے جو صرف آج ہی کھولا گیا ہے۔‘‘ اس سے ایک فرشتہ اترا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: ’’یہ فرشتہ زمین پر آج سے پہلے کبھی نہیں اترا۔‘‘ اس فرشتے نے سلام کیا اور کہا: ’’آپ کو دونوروں کی خوش خبری ہو، جو صرف آپ کو دیئے گئے ہیں، آپ سے پہلے وہ کسی نبی کو نہیں دیئے گئے: وہ فاتحۃ الکتاب اور سورۃ بقرۃ کی آخری آیات ہیں۔ آپ ان دونوں میں سے جو بھی پڑھیں گے وہ چیز آپ کو ضرور عطا کر دی جائے گی۔‘‘

اس حدیث مبارکہ میں سورۃ فاتحہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور یہ بھی کہ بعض اُمور میں نبی کریم ﷺ کو دیگر انبیاء پر فضیلت حاصل ہے۔ جیسا کہ اس حدیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے کہ آسمان کا ایک دروازہ صرف نبی کریم ﷺ کے لیے کھولا گیا، ایک ایسا فرشتہ جو صرف نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر نازل ہوا، اس سے پہلے وہ کبھی اللہ کا پیغام لے کر کسی نبی کی طرف نہیں آیا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کو دونور عطا ہوئے، وہ آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک سورت فاتحہ ہے اور دوسرا سورت بقرۃ کی آخری آیات ہیں۔ ان دونوں مقامات میں انسان اللہ تعالیٰ سے نصرت ومدد اور ہدایت ومغفرت اور اس کی رحمت مانگتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو یہ خوشخبری دی گئی کہ آپ ان آیات میں موجود جو بھی دعا فرمائیں گے اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرمائے گا اور یہ عنایت نبی ﷺ کے لیے ہی خاص نہیں بلکہ آپ کی امت کیلئے بھی ہے۔ اس لیے انسان کو اس خوشخبری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سورت فاتحہ کی تلاوت کر کے اپنے لیے اللہ کی نصرت ومدد اور اپنے لیے رحمت ومغفرت کا سامان کرنا چاہیے۔

سورت فاتحہ جیسا تحفہ کسی نبی کو عطا نہیں کیا گیا بلکہ اس جیسی سورت خود قرآن میں بھی نہیں۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے تورات وانجیل اور زبور حتی کہ قرآن میں بھی اس جیسی سورت نازل نہیں فرمائی۔‘‘ اس سورت کو پڑھ کر اپنے اوپر یا کسی مریض کو دم کرنے سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔ بطور مسلمان ہمیں اس تحفے کی قدر کرتے ہوئے کثرت سے اس کی تلاوت اپنا معمول بنانا چاہیے۔

جلد نمبر: 54 | شمارہ نمبر: 34 | ۱۷ تا ۲۳ صفر المظفر ۱۴۴۵ھ | 09 تا 15 ستمبر 2023ء

اس شمارے میں

چیف ایڈیٹر

خالد سیال

بدل اشتراک

سالانہ ....1500/- روپے
بیرونی ممالک سے ....25,000/- روپے
فی شمارہ ....30/- روپے

ادارہ سے جملہ خط و کتابت ایڈیٹر کے نام
اور ترسیل زر مینیجر کے نام کی جائے

دفاتر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان
106، راوی روڈ لاہور۔
پوسٹ کوڈ: 54000
فون: 042-37720257
فیکس: 042-37725525
E-mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان
کے لیے ''دلستر پرنٹ ان'' شاہ خالد ٹاؤن، جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا

بجلی چوروں اور مفت خوروں کا بل عوام کیوں دیں؟

بجلی کی قیمتوں میں ہوشربا اضافے کے خلاف احتجاج بڑھتے بڑھتے ایک تحریک کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے جس پر قابو پانا نگران حکومت کے بس میں نہیں۔ آنے والے دنوں میں یہ تحریک مزید شدت اختیار کر جائے گی اور اس کا دائرہ وسیع ہوتا چلا جائے گا۔ بات صرف بجلی کی قیمتوں میں اضافے تک ہی محدود نہیں رہے گی، پٹرول، کھانے پینے کی بنیادی اشیاء اور زندگی بچانے والی ادویات سمیت روزمرہ ایسی کون سی چیز ہے جس کی قیمت کئی گنا نہیں بڑھی۔ مزدور، دیہاڑی دار، تنخواہ دار اور عام آدمی کو تو چھوڑیے اچھے خاصے کھاتے پیتے گھرانوں میں بھی مہنگائی کے خلاف کہرام مچا ہوا ہے۔ مجھے آج ہی ایک ریٹائرڈ آرمی افسر جو ریٹائرمنٹ کے بعد بھی دو اڑھائی لاکھ روپے ماہانہ پر ایک سرکاری ادارے میں کام کر رہے ہیں، اپنے دس مرلہ گھر کے بجلی کا بل ایک لاکھ آٹھ ہزار روپے دکھاتے ہوئے آبدیدہ ہو رہے تھے، ان کے بقول انہوں نے اپنے بچوں کو کہہ دیا ہے کہ اب کھانا دو وقت کر دیں اور بجلی کا استعمال بند کر کے لالٹین پر گزارا کریں۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ لوگ بجلی کی قیمتوں کے خلاف سراپا احتجاج ہیں، بل جلائے جا رہے ہیں، واپڈا کے دفاتر پر حملے ہو رہے ہیں، بل جمع نہ کرانے کے اعلانات مساجد سے بھی کیے جا رہے ہیں، لوگ سول نافرمانی کی طرف بڑھتے دکھائی دے رہے ہیں۔ اس صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے نگران وزیراعظم انوار الحق کاکڑ تین روز تک مسلسل مختلف اداروں کے ساتھ اجلاس کرتے رہے، کابینہ نے بھی جائزہ لیا لیکن آخر میں یہ فیصلہ آیا کہ آئی ایم ایف سے پوچھ کر بجلی کی قیمتوں میں کوئی ریلیف دے پائیں گے۔ گویا

میر کیا سادے ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

آئی ایم ایف کے قرضوں کی وجہ سے ہی تو پاکستان موجودہ صورت حال سے دوچار ہوا ہے اور آئی ایم ایف کے حکم پر ہی بجلی، پٹرول اور دیگر اشیاء کی قیمتیں بڑھائی جاتی ہیں اور مختلف قسم کے ٹیکس عوام پر مسلط کیے جاتے ہیں۔ آئی ایم ایف بجلی کی قیمتوں میں کمی کی اجازت کیوں دے گا؟ نگران حکومت کے اس بیان سے یہ بھی ظاہر ہے کہ پاکستان کے حکمران اپنے طور پر کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ عوام پر غیروں کے ایجنٹ بن کر بوجھ تو ڈال سکتے ہیں انہیں کوئی ریلیف نہیں دے سکتے۔ نگران حکومت سے توقع کی جا رہی تھی کہ وہ مفت بجلی استعمال کرنے والوں سے یہ سہولت واپس لے لے گی لیکن اس بارے بھی وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پائی۔ اگر بڑے بڑے مگرمچھوں سے مفت بجلی کی سہولت واپس لے لی جاتی تو عوام کی کچھ نہ کچھ اشک شوئی ہو جاتی اور سرکاری خزانے پر بھی کافی بوجھ ختم ہو جاتا جس سے عوام کو کچھ نہ کچھ ریلیف دیا جا سکتا تھا لیکن نگران حکومت مراعات یافتہ طبقے کے سامنے بے بس نظر آتی ہے اور آئی ایم ایف کا بہانہ کر کے عوامی احتجاج سے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرنا چاہتی ہے۔ نگرانوں کے اس طرزِ عمل سے عوامی غیظ و غضب میں اضافہ ہی ہوگا۔ دوسری طرف آئی ایم ایف کی سربراہ کا یہ بیان بھی سامنے آیا ہے کہ آئی ایم ایف کا ادارہ مراعات یافتہ اور امیر طبقے سے مراعات واپس لینے پر یقین رکھتا ہے اور اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتا۔ یہ مراعات یافتہ طبقہ پاکستان کو کس طرح لوٹ رہا ہے اس بارے اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے یو این ڈی پی نے کچھ عرصہ قبل یہ انکشاف کیا تھا کہ ''پاکستان اپنی اشرافیہ کو سالانہ 17 ارب ڈالر سے زیادہ کی مراعات مختلف صورتوں میں دیتا ہے''...... حکومت اگر یہ مراعات واپس لے لے تو یہ طبقہ مرے گا نہیں، اس نے اپنی اگلی نسلوں کے لیے بھی کافی کچھ جمع کر رکھا ہے۔ ذرا تصوّر کریں کہ اگر سترہ ارب ڈالر سالانہ پاکستان کے خزانے میں آ جائیں تو اس سے عوام کو کتنا ریلیف مل سکتا ہے۔ ہمارے حکمران ڈیڑھ دو ارب ڈالر کا قرضہ مل جانے پر شادیانے بجاتے ہیں لیکن اپنی کلاس کے اس طبقے کی عیاشیوں میں کمی کے بارے کوئی اقدامات اُٹھانے سے گریز کرتے ہیں۔ بجلی کے بھاری بلوں کے پیچھے بھی اسی طبقے کی ہوس کارفرما ہے۔

بجلی کے ہوشربا نرخ اور بلوں میں اضافے کی کہانی بہت طویل ہے۔ 1994ء میں بے نظیر بھٹو کے دور میں جب بجلی کے بحران پر قابو پانے کے لیے بین الاقوامی کمپنیوں سے آئی پی پیز طے پا رہے تھے تو خود پیپلز پارٹی کے بعض محب وطن لیڈروں جن میں ڈاکٹر مبشر حسن پیش پیش تھے، شور مچاتے رہے کہ درآمدی تیل سے چلنے والے بجلی کے ان کارخانوں کی تنصیب پاکستانی معیشت کے لیے تباہ کن ہوگی اور ایک وقت آئے گا کہ عوام الناس کے لیے بجلی کے بل ادا کرنا ممکن نہ ہوگا لیکن تب آصف علی زرداری کی کمیشن اور کک بیکس کی خاطر یہ سودے طے پا گئے لیکن ظلم یہ ہوا کہ جو بجلی بھارت نے اڑھائی سینٹ فی یونٹ اور بنگلہ دیش نے ساڑھے تین سینٹ فی یونٹ خریدی وہ پاکستان نے کسی حیل وحجت کے بغیر ساڑھے چھ سینٹ فی یونٹ میں معاہدہ کر لیا اور یہ مہنگے معاہدے صرف کمیشن حاصل کرنے کے لیے کیے گئے جن کا خمیازہ عوام کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ ہمارے حکمرانوں نے اس سے بھی بڑا جرم یہ کیا کہ ان معاہدوں سے نکلنے اور متبادل سستے ذرائع سے بجلی حاصل کرنے کی کوئی منصوبہ بندی نہیں کی اور 30 سال گزر جانے کے باوجود بجلی کا بحران حل ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔ سوال یہ ہے کہ بجلی کی قیمتوں میں کمی کیسے کی جائے؟........... اس کا کوئی فوری حل اس کے سوا نظر نہیں آتا کہ بجلی چوروں اور مفت خوروں کی بجلی بند کی جائے۔ پاکستان میں ہر سال اربوں روپے کی بجلی چوری ہوتی ہے۔ پاور ڈویژن کی ایک رپورٹ کے مطابق مالی سال 22-2021 کے دوران بجلی چوری کی وجہ سے قومی خزانے کو 520 ارب 30 کروڑ روپے کا نقصان ہوا۔ کنڈیاں لگا کر ایئر کنڈیشنڈ اور ہیٹر چلانے والے اس بے دردی کے ساتھ بجلی استعمال کرتے ہیں کہ چھوٹی موٹی فیکٹریوں میں بھی اتنی بجلی استعمال نہیں ہوتی۔ پاکستان واحد ملک ہے جہاں وزراء جرنیلوں، ججوں اور اعلیٰ افسران کی ایک بہت بڑی تعداد مفت بجلی استعمال کرتی ہے۔ ان مفت خوروں اور بجلی چوروں کا بل بھی غریب پاکستانیوں کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایک نائب قاصد، کلرک اور مزدور بجلی کا بل خود ادا کرتا ہے تو یہ جج، جرنیل اور اعلیٰ افسران اپنا بل ادا کیوں نہیں کر سکتے۔ اگر نگران حکومت بجلی چوروں اور مفت خوروں پر ہی قابو پا لے تو یہ اس کی بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ اس وقت بجلی چوری کرنے والوں کا بل بھی بجلی کے وہ صارفین ادا کرتے ہیں جو باقاعدگی کے ساتھ اپنا بل ادا کر رہے ہیں، آخر غریب عوام بجلی چوروں اور مفت خوروں کا بل ادا کیوں کریں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

سیلاب زدگان کی امداد کے لیے پیش پیش

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا شعبہ خدمت خلق اور اہل حدیث یوتھ فورس کے جوان سیلاب زدگان کی امداد کے لیے سرگرم

بھارت کے صوبہ ہماچل پردیش اور پنجاب میں اس بار معمول سے زیادہ بارشیں ہوئیں، جس سے ہنگامی صورت حال پیدا ہوگئی اور ڈیم بھر جانے کے بعد انڈیا نے اضافی پانی دریائے ستلج میں چھوڑ دیا جو کہ گنڈا سنگھ ضلع قصور کے مقام پر پاکستان میں داخل ہوتا ہے۔ بھارت سے آنے والے سیلابی ریلے نے ضلع قصور میں تباہی مچا دی، سیلاب سے قصور کے علاوہ اوکاڑا، پاکپتن، وہاڑی، بہاول نگر اور بہاول پور کے اضلاع بھی بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ لاکھوں ایکڑ زرعی اراضی زیر آب آگئی ہے جن میں کھڑی فصلوں کو بے حد نقصان پہنچا ہے۔ سینکڑوں گاؤں اور دیہی آبادیاں زیر آب آچکی ہیں۔ درجنوں مویشی ہلاک اور پانی میں بہہ گئے۔ سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے لوگ گھروں کی چھتوں پر پناہ لینے پر مجبور ہو گئے جو امداد کے منتظر ہیں۔ ایک بار پانی کچھ کم ہوا تو بھارت نے دوبارہ ایک بڑا ریلا پانی کا چھوڑ دیا۔ اس نے پہلے سے زیادہ تباہی پھیلا دی۔ پاک فوج کے جوان متاثرین کو محفوظ مقامات تک پہنچانے اور ریلیف دینے میں مصروف ہیں، اسی طرح قرب و جوار کے اضلاع سے لوگ اپنے سیلاب سے متاثرہ بھائیوں کی مدد کے لیے امدادی سامان پہنچا رہے ہیں۔

قصور، پاکپتن بہاولنگر وغیرہ میں لگتا ہے صرف مذہبی لوگوں پر سیلاب آیا ہے، ادھر حالت یہ ہے کہ قیامت ٹوٹ پڑی ہے، مربعوں اراضی کے مالک ایک پلیٹ چاول کے لیے لائن میں لگے رو رہے ہیں۔ جانوروں کے لیے چارا اور انسانوں کے لیے کوئی چارہ نہیں، ایسی خبریں بھی آرہی ہیں کہ مدد کے لیے جانے والوں کی کشتی سیلابی ریلے میں پھنس گئی اور وہ خود محتاج مدد ہو گئے۔ گاؤں کے گاؤں دریا میں غرق ہو چکے ہیں مگر سوائے مذہبی تنظیموں کے وہاں انسانیت کے درد میں مبتلا کوئی این جی او نظر نہیں آتی، مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان، اہل حدیث یوتھ فورس، المدرار، آغاز سحر اور الخدمت وغیرہ سب مذہبی تنظیمیں ہیں، جو وہاں اس آفت زدہ خطے میں ریسکیو اور ریلیف کے ذریعے مقدور بھر انسانیت کے درد چن رہے ہیں، قومی میڈیا پر حالیہ سیلاب کا اس طرح چرچا نہیں ہو رہا جیسے کہ ہونا چاہیے، سوشل میڈیا کے ذریعے ہی لوگوں کو سیلاب کی تفصیلات کا پتہ چل رہا ہے۔ رہی سرکار تو اس کا مسئلہ عمران خان سے نمٹنے کے بعد جو وقت بچ رہتا ہے، وہ بجلی اور تیل کی قیمتیں بڑھانے میں صرف کر دیتی ہے۔ تادم تحریر کسی حکومتی ادارے کی طرف سے سیلاب زدگان کی مدد کے لیے کوئی قابل ذکر کوشش نظر نہیں آتی۔

سیلاب سے متاثرہ علاقوں سے آنے والے ایک ساتھی قاری نصیر احمد ناصر نے سیلاب کے حوالے سے عجیب بات بتائی، کہنے لگے کہ سیلابی پانی کی سطح اس قدر بلند ہے کہ پاک انڈیا بارڈر پر لگائی گئی باڑ کی تاریں سب پانی میں ڈوب گئی ہیں، ان کے مطابق بارڈر زیرو لائن کے نزدیک واقع گاؤں تک پاکستانی کمک نہ پہنچ سکی تو انڈین بارڈر فورس نے ان پاکستانیوں کو ریسکیو کیا اور اس وقت بھی وہ انڈین علاقے میں موجود ہیں، جہاں انڈین فورس نے سفید جھنڈا لہرا رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ وہاں موجود لوگوں سے فون پر بات کروانے کی کوشش بھی کرتے رہے۔ لگتا ہے جس سطح کی مصیبت اس علاقے پر آن پڑی ہے اس کا ابھی تک قومی سطح پر ادراک و احساس نہیں ہو سکا، اللہ المستعان!

خدمت خلق کے جذبے سے سرشار اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے نوجوان سیلاب متاثرین کی مدد کے دوران خود مشکل میں پھنس گئے۔ میلوں دور تک پھیلے سیلابی پانی میں ان کی کشتی خراب ہوگئی جس کی وجہ سے وہ سیلابی پانی میں پھنسے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امدادی ٹیم وہاں پہنچی اور کشتی کسی کنارے پہنچنے کی خبر موصول ہوئی۔ اس کشتی میں اہل حدیث یوتھ فورس کے جنرل سیکرٹری حافظ سلمان اعظم، صوبائی صدر حافظ قسیم، عبدالغفار مکی اور ان کے دیگر ساتھی موجود تھے۔ اس طرح کی خبریں جہاں سیلاب کی پیدا کردہ مشکلات عیاں کرتی ہیں تو وہیں یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مدد کا یہ عشق بھی کوئی آسان کھیل نہیں۔ یہ بھی دل گردے کا کام ہے اور اس کھیل میں جان بھی داؤ پر لگ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ متاثرین اور ان کے معاونین کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے قائدین کی ہدایات کے مطابق سیلاب سے متاثرہ تمام اضلاع میں اہل حدیث یوتھ فورس کے جوان امدادی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں، دور دراز علاقوں تک ریلیف کا کام زور و شور سے جاری ہے

احکام ومسائل

الشیخ حافظ عبد الستار الحماد ﷾
مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: Mob: 0300-4178626 - 065-2663317
ای میل: Email: markaz.dirasat@gmail.com

ھبہ کی ناجائز صورت

سوال...... مجھے والدہ کے ترکے سے جو حصہ ملا وہ میں نے اپنے چھوٹے بیٹے کے نام کر دیا، جبکہ میرے دوسرے بیٹے بیٹیاں بھی ہیں، مجھے کسی نے بتایا کہ ایسا کرنا ناجائز ہے، اس سلسلے میں میری رہنمائی کریں۔

جواب...... زندگی میں بلا معاوضہ کسی کو کوئی چیز دی جائے تو اسے ھبہ کہا جاتا ہے، اس کے کچھ آداب ہیں۔ اگر والدین اپنی اولاد کو دینا چاہتے ہیں تو بیٹے بیٹی کا لحاظ کیے بغیر سب کو برابر دینا چاہیے، جیسا کہ سیدنا نعمان بن بشیر ؓ کا بیان ہے کہ میرے والد نے مجھے ایک غلام دیا، پھر مجھے ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام ھبہ کر دیا ہے، آپ نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا ایسا ہی غلام تو نے اپنی دوسری اولاد کو بھی دیا ہے۔ میں نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ ﷺ! تو آپ نے فرمایا: ''اسے واپس لے لو، اللہ سے ڈرتے ہوئے اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف کیا کرو۔'' (بخاری، الھبۃ: 2587)

چنانچہ میں واپس آیا اور اپنا عطیہ واپس لے لیا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنا دیا ہوا عطیہ واپس لے، سوائے والد کے جو وہ اپنے بچے کو دیتا ہے۔'' (ابوداؤد، البیوع: 3539) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عطیہ دینے والے والدین کو چاہیے کہ وہ عدل وانصاف کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام اولاد میں مساوات کرے اور سب کو برابر دے۔ اس میں بیٹے اور بیٹی کی تفریق بھی جائز نہیں۔

صورت مسئولہ میں سائل نے والدہ سے ملنے والا حصہ اپنے چھوٹے بیٹے کے نام کر دیا اور باقی اولاد کو کچھ نہیں دیا، اب اس کی دو صورتیں ممکن ہیں:

☆ اپنے بیٹے کو دیا ہوا عطیہ واپس لے لے۔
☆ یا باقی اولاد کو بھی اس کے برابر عطیہ کرے۔

اس میں لڑکے اور لڑکی کی تفریق بھی جائز نہیں، واللہ اعلم

اگر بیوی، خاوند کو ناپسند کرے

سوال...... میرے خاوند میں کچھ ایسی عادتیں ہیں جو مجھے انتہائی ناپسند ہیں، میں نے کئی دفعہ کوشش کی ہے لیکن وہ ان عادات کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں، اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟

جواب...... شریعت کا تقاضا ہے کہ حسن معاشرت کو اختیار کیا جائے، اگر بیوی کو خاوند کی کچھ عادات ناپسند ہیں تو اسے ہر طرح سے سمجھانے کی کوشش کرے بصورت دیگر صبر سے کام لے کر گزر بسر کرے اور کسی صورت میں بھی گھر کو ٹوٹنے نہ دے، اگر صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے تو قرآن نے اس کا حل درج ذیل آیت میں بتایا ہے: ''اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں (میاں بیوی) اللہ تعالیٰ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے تو عورت اس خاوند سے رہائی پانے کے لیے کچھ دے ڈالے، اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔'' (البقرۃ: 229)

اس کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر ؒ لکھتے ہیں: اگر میاں بیوی میں ناچاقی پیدا ہو جائے اور عورت ناپسندیدگی کی وجہ سے شوہر کے حقوق بجا لانے میں کوتاہی کرتی ہو اور اس کے ساتھ گزر بسر کی اپنے اندر طاقت واستطاعت نہ پاتی ہو تو عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ خاوند کے دیئے ہوئے مال ومتاع کو واپس دے کر اس سے چھٹکارا حاصل کرے۔ شوہر کے دیئے ہوئے مال کو واپس کرنے میں عورت پر کوئی حرج نہیں اور نہ اسے قبول کرنے میں شوہر پر کوئی مضائقہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص 613 ج 1)

شرعی اصطلاح میں اسے خلع کہتے ہیں، اس کی دو صورتیں حسب ذیل ہی:

☆ وہ عدالت میں جائے اور درخواست دے کر اپنے خاوند سے خلع حاصل کر لے، یہی اس کے لیے بہتر راستہ ہے، اس صورت میں اسے حق مہر واپس کرنا ہوگا، ہر روز کی تو تکار سے نجات کے لیے یہ بہترین راستہ ہے۔
☆ ماورائے عدالت میں خلع لیا جا سکتا ہے لیکن زمینی حقائق کے پیش نظر یہ راستہ انتہائی پُر خطر ہے، سیدنا عمر ؓ ماورائے عدالت خلع کو جائز خیال کرتے تھے۔ لیکن ہمارا رجان یہ ہے کہ خلع عدالت کے ذریعے لیا جائے تا کہ آئندہ فریقین کو کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ لیکن یہ بات ضرور مدّنظر رکھنا چاہیے کہ بلا وجہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے جدائی چاہتی ہے تو اس کے لیے شریعت میں سخت وعید ہے، چنانچہ سیدنا ثوبان ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی عورت بلا وجہ اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے تو اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔'' (ابوداؤد، الطلاق: 2226)

واضح رہے کہ جس ضرورت کے تحت عورت اپنے خاوند سے طلاق کے لیے مجبور ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے اوپر عائد خاوند کے حقوق کی ادائیگی مکمل طور پر نہ کر پاتی ہو، جس کی بناء پر شوہر کی زوجیت میں باقی رہنا نقصان دہ ہو سکتا ہے، ایسے حالات میں عورت کو چاہیے کہ وہ خلع کے ذریعے اپنے خاوند سے چھٹکارا حاصل کر لے، واللہ اعلم۔

دوران عدت پابندیاں

سوال...... میرے شوہر پچھلے دنوں ایک حادثے میں فوت ہو گئے ہیں اور میں نے چار ماہ دس دن عدت گزارنا ہے، دوران عدت مجھ پر کیا پابندیاں ہیں جو مجھ پر لاگو ہوتی ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

جواب...... قرآن کریم میں صراحت ہے کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اسے

چار ماہ دس دن بطور عدت گزارنے ہیں اور اس پر حسب ذیل پابندیاں عائد ہوتی ہیں جو اس نے پوری کرنا ہوتی ہیں:

☆ ہر قسم کی خوشبو سے پرہیز کرے، نہ اپنے جسم پر لگائے اور نہ ہی اپنے کپڑوں پر استعمال کرے اور نہ ہی کوئی خوشبودار چیز استعمال کرے گی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''عدت گزارنے والی عورت خوشبو استعمال نہیں کرے گی۔'' (بخاری: 5343)

☆ جسمانی زیب وزینت سے اجتناب: ایسی عورت کے لیے خضاب لگانا، اس طرح زیب وزینت کی تمام اشیاء جیسے سرمہ، کاجل وغیرہ بھی حرام ہے۔ اگر بطور دوا سرمہ لگانے کے لیے ضرورت ہو تو رات کے وقت لگا سکتی ہے، لیکن دن کے وقت اسے صاف کر دے۔ سرمہ کے علاوہ دیگر ادویات کا استعمال جائز ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

☆ بھڑکیلا لباس پہن کر زینت اختیار کرنا بھی ممنوع ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا ہر قسم کا لباس پہن سکتی ہے، اس سلسلے میں کوئی مخصوص رنگ متعین نہیں، کچھ مخصوص معاشروں میں دوران عدت مخصوص رنگ کا لباس پہننے کی عادت ہے، جس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں۔

☆ ہر قسم کا زیور بھی اتار دے حتیٰ کہ انگوٹھی بھی نہیں پہن سکتی، بہرحال جو زیور بھی بطور زینت استعمال ہوتا ہے اس سے اجتناب کرنا ہوگا۔

☆ جس مکان میں اپنے خاوند کے ہمراہ رہتی تھی، وہیں عدت کے ایام گزارنا ہوں گے کسی دوسری جگہ منتقل ہونے کی شرعاً اجازت نہیں۔ ایسے کام جو اس کے بغیر نہ ہو سکتے ہوں، انہیں گھر سے نکل کر پورے کر سکتی ہے وہ بھی دن کے اوقات میں، رات کے وقت اپنے گھر میں واپس آنا ہوگا۔

مذکورہ پانچ کاموں کے علاوہ کسی دیگر مباح کام کے لیے عورت کو نہیں روکا جائے گا، چنانچہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''عدت گزارنے والی عورت کو ناخن کاٹنے، بغل کے بال اکھاڑنے، غیر ضروری بالوں کو صاف کرنے، بیری کے پتوں سے غسل کرنے، کنگھی کرنے سے نہیں روکا جائے گا۔ اس کے لیے یہ کام مباح اور جائز ہیں۔ (زاد المعاد 626 ج5)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ہر مباح چیز کا کھانا اس کے لیے جائز ہے جیسے پھل اور گوشت وغیرہ، اسی طرح مباح مشروبات کا پینا بھی اس کے لیے جائز ہے۔ (مجموع الفتاوی ص27 ج34) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں: عدت گزارنے والی عورت کے لیے تمام مباح کام اور مشغلے جائز ہیں جیسے سلائی کڑھائی وغیرہ جن کو خواتین عموماً انجام دیتی ہیں، وہ تمام اعمال یا چیزیں جو غیر عدت میں اس کے لیے مباح تھیں، عدت کے ایام میں بھی مباح ہوں گی۔ جن مردوں سے اسے گفتگو کی ضرورت پڑتی ہے، ان سے پردے میں رہتے ہوئے گفتگو کر سکتی ہے۔ یہ تمام باتیں رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی سنّت کی باتیں ہیں، جن پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیویاں اپنے شوہروں کی وفات کے بعد ایام عدت میں انجام دیتی تھیں۔

عوام میں جو مشہور ہے کہ عدت گزارنے والی عورت چاند سے اپنے چہرے کو چھپائے گی، گھر کی چھت پر نہیں چڑھے گی، مردوں سے گفتگو نہیں کرے گی، اپنے محارم سے بھی اپنے چہرے کو چھپائے گی۔ یا اس طرح کی دیگر باتیں جو عوام میں مشہور ہیں، ان کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں، واللہ اعلم!

عورت کا غیر محرم سے مصافحہ کرنا

سوال...... ہمارے معاشرے میں عام طور پر امیر گھرانے کی خواتین، تقریبات میں غیر محرم مردوں سے مصافحہ کرتی ہیں، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے، کتاب وسنّت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب......عورت کے لیے کسی بھی غیر محرم کے لیے مصافحہ کرنا حرام اور ناجائز ہے، عورت خواہ جوان ہو یا عمر رسیدہ بوڑھی، خواہ مصافحہ کرنے والا مرد نوجوان ہو یا عمر رسیدہ بوڑھا، ہر صورت میں ناجائز ہے، کیونکہ مصافحہ کرنے سے دونوں کے لیے فتنے کا سامان موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے متعلق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے مَس نہیں ہوا۔ صرف کلام کے ذریعے آپ خواتین سے بیعت لیتے تھے۔ (بخاری، الطلاق: 5288)

مصافحہ کرتے وقت کپڑے وغیرہ کے ذریعے دونوں ہاتھوں کے درمیان حد فاصل قائم کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ممانعت کے دلائل عموم ہے اور فتنے کے سدباب کے لیے عدم تفریق ہی مناسب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''بے شک میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔'' (نسائی، البیعۃ: 4186) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ موجود ہے۔'' (الاحزاب: 21)

اس بناء پر ہم پر لازم ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرتے ہوئے خواتین سے مصافحہ نہ کریں، بیعت کے وقت رسول اللہ ﷺ کا مصافحہ نہ کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ مرد عورتوں سے مصافحہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کے جسم کا کوئی حصہ عورت کے جسم سے مَس کر سکتا ہے، بوقت ضرورت یعنی بیعت کے وقت بھی رسول اللہ ﷺ مصافحہ سے گریز کرتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں سے مصافحہ کرنا کسی صورت میں جائز نہیں، اللہ واعلم!

پرائز بانڈ نکلنے کی صورت میں کیا کیا جائے

سوال...... میں نے پرائز بانڈ خریدے تھے، قرعہ اندازی میں میرا ایک نمبر نکل آیا ہے، اب اس اضافی رقم کا کیا مصرف ہوگا، اس کی وضاحت کر دیں۔

جواب...... پرائز بانڈز کی قرعہ اندازی، جوے کی ایک قسم ہے جو حرام اور ناجائز ہے۔ اگر کسی نے لاعلمی میں انہیں خرید لیا ہے اور قرعہ اندازی میں اس کا ''انعام'' نکل آیا ہے تو اصل رقم اس کے لیے حلال ہے اور اضافی رقم اس کے لیے جائز نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم نے جوے کو ''رجس'' اور شیطانی عمل قرار دیا ہے اور اس سے اجتناب کی تلقین کی ہے، اگر اس کے نام قرعہ نکل آیا ہے تو اصل رقم کے علاوہ اضافی رقم کا استعمال جائز نہیں۔ اگر کوئی سودی قرضے میں جا کھڑا ہوا ہے اور وہ اس سے توبہ کرتا ہے تو پرائز بانڈز کی اضافی رقم سے اسے قرضے سے آزاد کیا جا سکتا ہے یا کسی پر ناجائز تاوان پڑا ہے تو اسے دے دی جائے۔

☆☆☆

پانی پلانا......بہترین صدقہ جاریہ

پانی پلانا نہایت فضیلت والا عمل، نجات کا ذریعہ اور بہترین صدقہ جاریہ ہے

حمد و ثناء کے بعد! اے مسلمانو! تم اللہ سے ڈرو اور بھلے کام کرو، موت سے پہلے توبہ کرنے میں جلدی کرو۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو، جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔'' [آل عمران:102]

اے مسلمانو! پانی، ہمارے کریم باری تعالیٰ کی ایک عطا ہے، جسے اس نے نازل کیا ہے اور جس سے مخلوقات کو سیراب کیا ہے۔ یہ بہتا، نکلتا، گرتا اور چلتا چلا آتا ہے، زمین کے علاقے سرسبز ہوتے چلے جاتے ہیں، اس کی بوندا باندی سے باغ کھل اٹھتے ہیں، ٹیلوں اور بلندیوں کو سیراب کرتا ہے، پودوں اور جانوروں کو زندگی بخشتا ہے، ساری مخلوق اور انسانوں کو سیر کرتا ہے۔ اس کی شفافیت اس کے راز فاش کرتی ہے، اس کی ستھرائی اس کا اعجاز بیان کرتی ہے، اس کی عظیم نشانیاں ہیں کہ یہ پینے میں آسان ہے، اس میں مٹھاس ہے اور یہ پیاس بجھاتا ہے۔ کوئی مشروب، چاہے وہ کتنی ہلکی، صاف، میٹھی اور ذائقے دار ہو، وہ اس کی جگہ نہیں لے سکتی۔ چونکہ نفس کی زندگی ہی پانی پر منحصر ہے، اس لیے اہل عرب پانی کا استعارہ ان چیزوں کے لیے استعمال کرتے تھے جن کا منظر اور موقعہ محل اچھا ہو، یا جس کی قدر و قیمت زیادہ ہو۔ کہتے ہیں: ''چہرے کا پانی''، ''جوانی کا پانی''، ''نعمت کا پانی''، ''شرم وحیا کا پانی''، اور ''زندگی کا پانی'' اللہ سے زیادہ سچی بات اور کس کی ہوسکتی ہے؟ اس کا فرمان ہے:

﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ﴾[الأنبياء: 30].

''ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی، کیا وہ نہیں مانتے؟''

اے مسلمانو! پانی پلانا رحمت کی بنیاد ہے، احسان کی نشانی ہے، بابرکت صدقہ ہے، سیرابی سے روحوں کو پاکیزگی ملتی ہے، پانی کے قطروں سے نفسوں کو زندگی ملتی ہے، اس لیے حاجیوں کو پانی پلانے پر اہل عرب فخر کیا کرتے تھے، یہ ان کے کارناموں میں سے ایک کارنامہ تھا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! جاہلیت میں ذکر کیے جانے والے تمام مفاخر یا خون اور مال کے مطالبات میرے پاؤں تلے روندے جا رہے ہیں، سوائے اسکے جو حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت تھی، یا بیت اللہ کی خدمت کا شرف تھا۔'' (ابوداود)

اے مسلمانو! بہت سی صحیح احادیث ایسی ہیں کہ جن میں پانی پلانے کی فضیلت بیان کی گئی ہے، اسکی شان اور قدر بلند کی گئی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زمزم کے کنویں کے پاس آئے تو لوگ اس میں کام کر رہے

خطباتِ حرم

امام حرم

فضیلۃ الشیخ صلاح بن محمد البدیر حفظہ اللہ

خطبہ جمعہ: 25۔ اگست 2023ء

ترجمہ: عاطف الیاس

نظر ثانی: محمد اجمل بھٹی (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

تھے اور لوگوں کو پانی پلا رہے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا کام جاری رکھو، آپ ایک نیک کام کر رہے ہو'' پھر فرمایا: ''اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ آپ سے یہ کام چھین لیں گے تو میں خود آ کر اس رسی کو یہاں رکھ کر کھینچتا'' یعنی اپنے کندھے پر، اور آپ ﷺ نے اپنے کندھے کی طرف اشارہ کیا۔'' (بخاری)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنی عبد المطلب! پانی نکالو۔ کیونکہ اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ اس کام میں تم پر غالب آ جائیں گے، تو میں تمہارے ساتھ نکالتا'' پھر انہوں نے ایک پیالہ آپ ﷺ کو بھی دیا اور آپ ﷺ نے اس سے پیا۔'' (صحیح مسلم)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی پلانا فضیلت والا کام ہے۔''

اے مسلمانو! ہر جگہ اور ہر وقت میں پانی پلانا مستحب ہے، چاہے موسم گرم ہو یا سرد، البتہ گرمی کی شدت کے وقت زیادہ اولیٰ اور بہتر ہے۔ پانی پلانا، جگر کو ٹھنڈا کرنا، پیاسے سینوں کی پیاس بجھانا، جو پیاسے کی وجہ سے سوکھ گئے ہوں اور جل رہے ہوں، اسی طرح جلتے جگر کو بچانا جو صحراء میں جل رہا ہو، اور سخت تپتے دنوں میں پیاسے نفسوں کو پانی پہنچانا بہترین صدقہ اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ليس صدقةٌ أعظم أجرًا ماء.)(رواه البيهقي) ''کوئی صدقہ ایسا نہیں کہ جس کا اجر پانی پلانے سے زیادہ ہو۔''

''اسی طرح سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ماں فوت ہوگئی ہے، کونسا صدقہ بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی۔ اس نے ایک کنواں کھود کر کہا: یہ ام سعد کی طرف سے ہے۔'' (ابوداود وابن ماجہ)

اسی طرح سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کے جسم میں تین سو ساٹھ شریانیں، یا ہڈیاں، یا جوڑ ہیں، اسے روزانہ ہر ایک کے بدلے صدقہ دینا ہوتا ہے۔ ہر اچھا بول صدقہ ہے، اپنے بھائی کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے، پانی کا گھونٹ پلا دینا بھی صدقہ ہے، راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا صدقہ ہے۔'' (صحیح بخاری)

اسی طرح سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''اپنے برتن سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔'' (سنن الترمذی)

اسی طرح سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب بندہ اپنی بیوی کو پانی پلاتا ہے تو اسے اس کا اجر بھی ملتا ہے۔'' (مسند احمد)

اسی طرح سیدنا سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ایک گم شدہ اونٹ میرے حوض پر آ جاتا ہے، جو میں نے اپنے اونٹوں کے لیے لیپا ہے، اگر میں اس کو پانی پلا دوں تو کیا مجھے ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (نعم، في كل ذات كبد حرى أجر.) ''جی ہاں! ہر تر جگر والے جاندار میں اجر ہے۔'' (ابن ماجہ)

اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص جا رہا تھا، اس کو سخت پیاس لگی

تو وہ ایک کنویں میں اترا اور اس سے پانی پیا۔ جب وہ باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے ہانپتے ہوئے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس نے سوچا کہ اسے بھی شدت پیاس سے وہی اذیت ہے جو مجھے تھی۔ اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا اور اسے منہ میں لے کر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قدردانی کرتے ہوئے اس کو معاف کر دیا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمیں جانوروں کی خدمت پر بھی اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر تر جگر میں اجر ہے۔'' (صحیح بخاری)

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی پلانا تقرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔''

بعض تابعین کا کہنا ہے: ''جس کے گناہ زیادہ ہوں، وہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ پانی پلائے۔''

کیونکہ اگر کتے کو پانی پلانے والے کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں تو بھلا اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو کسی مومن موحد کو پانی پلائے اور اس کی زندگی بچائے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو بھی بخش دیا جس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا، تو بھلا اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ جو پیاسے لوگوں کو پانی پلاتا ہے، بھوکے لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے اور بے لباس لوگوں کو لباس فراہم کرتا ہے؟!''

اے مسلمانو! جب تم صاف، مزے دار اور پیاس بجھا دینے والا پانی پیو تو غریب مسلمانوں کو یاد کرو جو پیاس میں رہتے ہیں، ان لوگوں کو یاد کرو، جنہیں صرف سڑا ہوا بدبودار پانی ملتا ہے، جس کی بدبو، رنگ اور گندگی کی وجہ سے اسے کوئی پینا پسند نہیں کرتا۔ جب تم اپنے گھروں میں پانی کے نل کھولو اور صاف ستھرا پانی بہنے لگے، تو ان لوگوں کو یاد کرو جو ایک دن اور ایک رات کی مسافت چل کر پانی تلاش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو یاد کرو جو خشکی اور کنوؤں کے سوکھنے کی وجہ سے اپنے علاقوں سے نقل مکانی پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جنہیں سختی، خشکی اور تنگ دستی اور تکلیف کا سامنا ہے، جو احسان کرنے والوں کے فضل کی تلاش میں رہتے ہیں۔ ان لوگوں کو بچاؤ اور ان کی مدد کرو۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''روز قیامت اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا، تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ وہ شخص کہے گا: اے پروردگار! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جبکہ تو خود ہی سارے جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھے یاد نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے اسے پانی نہ پلایا، کیا تجھے پتا نہیں تھا کہ اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو اس کو میرے پاس پا لیتا۔'' (صحیح مسلم)

پانی پلانے میں پانی کا صدقہ بھی شامل ہے، فقراء، مساکین، حاجت مندوں اور بے کس لوگوں کی طرف سے پانی کے بل جمع کرا دینا بھی شامل ہے، جو خود ادائیگی کرنے کے قابل نہیں اور نہ پانی کو چھوڑ سکتے ہیں۔

اے مسلمانو! تقرب کا ایک عظیم ذریعہ یہ بھی ہے کہ ہر بندے کے استعمال کے لیے پانی بھرنے کا مرکز بنایا جائے، جہاں پینے کا پانی دستیاب ہو، جیسے کنواں، تالاب، حوض، پانی کے کولر وغیرہ، ان کو اللہ کی راہ میں وقف کرنا اور ان میں پانی بھرنا، اسی طرح ایسے وقف بنانا جن میں پانی کو صاف کیا جائے، فلٹر کیا جائے اور پانی کو فقیروں کے گھروں اور دیہاتوں تک پہنچایا جائے، اسی طرح پانی کی بوتلیں تقسیم کی جائیں، راستوں، بازاروں اور مسجدوں وغیرہ میں فی سبیل اللہ پانی تقسیم کیا جائے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بئر رومہ خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا تھا۔ وہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو رومہ نامی کنواں خریدے گا، اس کے لیے جنت ہے۔'' (البخاری)

امام نسائی کی روایت میں ہے: ''جو بئر رومہ خریدے گا، اللہ اسے بخش دے گا۔'' تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے خرید لیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کنوؤں کو سنوارنا اور بہتر کرنا بھی فضیلت کا کام ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات نیکیاں ایسی ہیں کہ جن کا اجر مومن کیلئے تب بھی جاری رہتا ہے جب وہ مرنے کے بعد قبر میں ہوتا ہے: ''جو کسی کو علم سکھائے، جو کوئی نہر جاری کرے، جو کوئی کنواں کھدوائے، جو کوئی کھجور کا درخت لگائے، جو کوئی مسجد بنائے، جو کوئی پیچھے مصحف چھوڑے، یا ایسی اولاد چھوڑے جو موت کے بعد اس کے لیے معافی مانگے۔'' (رواہ البزار)

اسی طرح سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(من حفر ماء لم يشرب منه كبد حرى من جن ولا إنس ولا طائر إلا آجره الله يوم القيامة.) (أخرجه ابن خزيمة)

''جو کوئی کنواں کھودے گا، تو جو بھی تر جگر والا جن، انسان، یا پرندہ اس سے پیے گا، تو قیامت کے دن اس کے بدلے اسے اجر ملے گا۔''

دوسرا خطبہ: حمد و صلوٰۃ کے بعد! اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو، اسے یاد رکھو، اس کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔'' [التَّوْبَة: 119]

اے مسلمانو! جس شخص کے پاس ذاتی کنواں ہو اور اس کا پانی اس کی اپنی، اس کے بال بچوں، جانوروں اور کھیتوں وغیرہ سے زائد ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا اضافی پانی بلا معاوضہ دوسروں کو دے دے۔ فقہاء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ ایسے شخص کے لیے اضافی پانی دوسروں کو دے دینا واجب ہے، مستحب نہیں۔ جیسا کہ فقہ کی منظوم کتاب میں آیا ہے: اضافی پانی کو صدقہ کرنے کا حکم شریعت میں آیا ہے، چاہے کوئی اس سے اپنے کھیت کو پانی ہی کیوں نہ دے، اور چاہے وہ جگہ انسان کی ملکیت ہی کیوں نہ ہو، لینے والا چاہے امیر ہو یا فقیر۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے اضافی پانی کو بیچنے سے منع فرمایا۔'' اسی طرح سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسافر پانی پینے کا پہلا حق دار ہے۔'' (مسند احمد)

یعنی کنویں والا اگر اپنی ضرورت پوری کر لے تو پھر وہ کسی مسافر کو کنویں سے پانی نکالنے سے منع نہیں کر سکتا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ ان کی طرف توجہ بھی نہیں کرے گا، نہ انہیں پاکیزگی بخشے گا، بلکہ ان کے لیے سخت سزا ہو گی: ایک وہ جس کا لوگوں کے راستے میں اضافی پانی پڑا ہو، اور وہ مسافروں کو اس سے روک دے۔ دوسرا وہ شخص جو حکمران کے ہاتھ پر بیعت کرے، مگر صرف دنیا کے لیے، اگر وہ اسے دیتا رہے تو خوش رہے، اگر نہ دے تو ناراض ہو جائے۔ تیسرا وہ جو عصر کے بعد اپنا سامان فرخت کرنے لگے اور کہے: اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، مجھے اس کی اتنی اور اتنی قیمت دی گئی، تو دوسرا شخص اسے سچا سمجھ کر خرید لے۔'' (صحیح بخاری و مسلم)

بخاری کے الفاظ ہیں: ''اور وہ شخص جو اضافی پانی کو روک لے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آج میں تمہیں اپنے فضل و کرم سے محروم کروں گا، جیسے تم نے وہ چیز روک رکھی تھی جو تمہاری ملکیت میں بھی نہیں تھی۔''

غزوۂ احزاب (جنگ خندق) (آخری قسط)

غزوۂ احزاب تیر وتفنگ کی بجائے ایک اعصابی جنگ تھی جو فیصلہ کن جنگ ثابت ہوئی

بنوغطفان کے ایک صاحب جن کا نام نعیم بن مسعود بن عامر اشجعی تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! میں مسلمان ہو گیا ہوں لیکن میری قوم کو میرے اسلام لانے کا علم نہیں، لہٰذا آپ ﷺ مجھے کوئی حکم فرمائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم فقط ایک آدمی ہو (لہٰذا کوئی فوجی اقدام تو نہیں کر سکتے) البتہ جس قدر ممکن ہو ان کی حوصلہ شکنی کرو، کیونکہ جنگ تو حکمت عملی کا نام ہے۔ اس پر سیدنا نعیم رضی اللہ عنہ فوراً ہی بنوقریظہ کے ہاں پہنچے۔ جاہلیت میں ان سے ان کا بڑا میل جول تھا۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے کہا: آپ لوگ جانتے ہیں کہ مجھے آپ لوگوں سے محبت اور خصوصی تعلق ہے۔ انہوں نے کہا: جی ہاں! نعیم نے کہا: اچھا تو سنیے کہ قریش کا معاملہ آپ لوگوں سے مختلف ہے۔ یہ علاقہ آپ کا اپنا علاقہ ہے۔ یہاں آپ کا گھر بار ہے، مال و دولت ہے، بال بچے ہیں۔ آپ اسے چھوڑ کر کہیں اور نہیں جا سکتے مگر جب قریش وغطفان، محمد ﷺ سے جنگ کرنے آئے تو آپ نے محمد ﷺ کے خلاف ان کا ساتھ دیا۔ ظاہر ہے ان کا یہاں نہ گھر بار ہے نہ مال و دولت ہے نہ بال بچے ہیں۔ اس لیے انہیں موقع ملا تو کوئی قدم اُٹھائیں گے ورنہ بوریا بستر باندھ کر رخصت ہو جائیں گے۔ پھر آپ لوگ ہوں گے اور محمد ﷺ ہوں گے۔ لہٰذا وہ جیسے چاہیں گے آپ سے انتقام لیں گے۔ اس پر بنوقریظہ چونکے اور بولے نعیم! بتائیے اب کیا کیا جا سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: دیکھیے! قریش جب تک آپ لوگوں کو اپنے کچھ آدمی یرغمال کے طور پر نہ دیں، آپ انکے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہوں۔ قریظہ نے کہا: آپ نے بہت مناسب رائے دی ہے۔ اسکے بعد سیدنا نعیم رضی اللہ عنہ سیدھے قریش کے پاس پہنچے اور بولے: ''آپ لوگوں سے مجھے جو محبت اور جذبۂ خیر خواہی ہے اسے تو آپ جانتے ہی ہیں؟'' انہوں نے کہا: ''جی ہاں!'' سیدنا نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اچھا تو سنیے کہ یہود نے محمد ﷺ اور ان کے رفقاء سے جو عہد شکنی کی تھی اس پر وہ نادم ہیں اور اب ان میں یہ مراسلت ہوئی ہے کہ وہ (یہود) آپ لوگوں سے کچھ یرغمال حاصل کر کے ان (محمد ﷺ) کے حوالے کر دیں گے اور پھر آپ لوگوں کے خلاف محمد ﷺ سے اپنا معاملہ استوار کر لیں گے۔ لہٰذا اگر وہ یرغمال طلب کریں تو آپ ہرگز نہ دیں۔'' اسکے بعد غطفان کے پاس بھی جا کر یہی بات دہرائی۔ (اور ان کے بھی کان کھڑے ہو گئے)۔ اسکے بعد جمعہ اور ہفتے کی درمیانی رات کو قریش نے یہود کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ ہمارا قیام کسی سازگار اور موزوں جگہ پر نہیں۔ گھوڑے اور اُونٹ مر رہے ہیں، لہٰذا اِدھر سے آپ لوگ اور اُدھر سے ہم لوگ اُٹھیں اور محمد ﷺ پر حملہ کر دیں۔ لیکن یہود نے جواب میں کہلایا کہ آج ہفتے کا دن ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ہم سے پہلے جن لوگوں نے اس دن کے بارے میں حکم شریعت کی خلاف ورزی کی تھی انہیں کیسے عذاب سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ علاوہ ازیں آپ لوگ جب تک اپنے کچھ آدمی ہمیں بطورِ یرغمال نہ

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ

دے دیں ہم لڑائی میں شریک نہ ہوں گے۔ قاصد جب یہ جواب لے کر واپس آئے تو قریش اور غطفان نے کہا: ''واللہ! نعیم نے سچ ہی کہا تھا۔'' چنانچہ انہوں نے یہود کو کہلا بھیجا کہ خدا کی قسم! ہم آپ کو کوئی آدمی نہ دیں گے، بس آپ لوگ ہمارے ساتھ ہی نکل پڑیں اور (دونوں طرف سے) محمد (ﷺ) پر ہلہ بول دیا جائے۔ یہ سن کر قریظہ نے باہم کہا: واللہ! نعیم نے ہم سے سچ ہی کہا تھا، اس طرح دونوں فریق کا اعتماد ایک دوسرے سے اُٹھ گیا۔ ان کی صفوں میں پھوٹ پڑ گئی اور ان کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ اس دوران مسلمان اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر رہے تھے: (اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا) ''اے اللہ! ہماری پردہ پوشی فرما اور ہمیں خطرات سے مامون کر دے۔'' اور رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرما رہے تھے: (اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اھْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَزَلْزِلْھُمْ) ''اے اللہ! کتاب اتارنے والے اور جلد حساب لینے والے؛ ان لشکروں کو شکست دے۔ اے اللہ! انہیں شکست دے اور جھنجھوڑ کر رکھ دے۔''

بالآخر اللہ نے اپنے رسول ﷺ اور مسلمانوں کی دعائیں سن لیں۔ چنانچہ مشرکین کی صفوں میں پھوٹ پڑ جانے اور بددلی و پست ہمتی سرایت کر جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر تند ہواؤں کا طوفان بھیج دیا جس نے ان کے خیمے اکھیڑ دیئے، ہانڈیاں اُلٹ دیں، طنابوں کی کھونٹیاں اکھاڑ دیں، کسی چیز کو قرار نہ رہا اور اس کے ساتھ ہی فرشتوں کا لشکر بھیج دیا جس نے انہیں ہلا ڈالا اور ان کے دلوں میں رُعب اور خوف ڈال دیا۔

اسی سرد اور کڑکڑاتی ہوئی رات میں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو کفار کی خبر لانے کے لیے بھیجا۔ موصوف ان کے محاذ میں پہنچے تو وہاں ٹھیک یہی حالت بپا تھی اور مشرکین واپسی کے لیے تیار ہو چکے تھے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے خدمت نبوی میں واپس آ کر ان کی روانگی کی اطلاع دی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی تو (دیکھا کہ میدان صاف ہے) اللہ نے دشمن کو کسی خیر کے حصول کا موقع دیئے بغیر اس کے غیظ وغضب سمیت واپس کر دیا ہے اور ان سے جنگ کے لیے رسول ﷺ کو کافی ہو گیا ہے۔ الغرض اس طرح اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے لشکر کو عزّت بخشی، اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے ہی سارے لشکروں کو شکست دی۔ چنانچہ اس کے بعد آپ ﷺ مدینہ واپس آ گئے۔ غزوۂ خندق صحیح ترین قول کے مطابق شوال سن ۵ ھ میں پیش آیا تھا اور مشرکین نے تقریباً ایک ماہ تک رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کا محاصرہ جاری رکھا تھا۔ تمام مآخذ پر مجموعی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ محاصرے کا آغاز شوال میں ہوا تھا اور خاتمہ ذی قعدہ میں۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس روز خندق سے واپس ہوئے بدھ کا دن تھا اور ذی قعدہ کے ختم ہونے میں صرف سات دن باقی تھے۔ جنگ احزاب درحقیقت نقصان جان و مال کی جنگ نہ تھی بلکہ اعصاب کی جنگ تھی۔ اس میں کوئی خونریز معرکہ پیش نہیں آیا لیکن پھر بھی یہ اسلامی تاریخ کی ایک فیصلہ کن جنگ تھی۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں مشرکین کے حوصلے ٹوٹ گئے اور یہ واضح ہو گیا کہ عرب کی کوئی بھی قوت مسلمانوں کی اس چھوٹی سی طاقت کو جو مدینے میں نشوونما پا رہی ہے ختم نہیں کر سکتی۔ کیونکہ جنگ احزاب میں جتنی بڑی طاقت فراہم ہو گئی تھی اس سے بڑی طاقت فراہم کرنا عربوں کے بس کی بات نہ تھی، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے احزاب کی واپسی کے بعد فرمایا: (اَلْاٰنَ نَغْزُوْھُمْ وَلَا یَغْزُوْنَا، نَحْنُ نَسِیْرُ اِلَیْھِمْ) ''اب ہم ان پر چڑھائی کریں گے وہ ہم پر چڑھائی نہ کریں گے، اب ہمارا لشکر ان کی طرف جائے گا۔''

دنیاوی زندگانی کی حقیقت

دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا ہے البتہ آخرت کی زندگی ہی حقیقی اور ہمیشہ کی زندگی ہے

عبدالباری سلفی

یہ دنیا دارالعمل اور پانی کا ایک بلبلہ ہے، اس کی تمام رنگینیاں ودلفریبیاں عارضی اور ناپائیدار ہیں، اس کا مال ومتاع اور ظاہری ٹیپ ٹاپ دل لگی اور دھوکے کا سامان ہے جب کہ آخرت ہمیشہ ہمیش کی زندگی کا نام ہے جو حساب وکتاب اور جزاء وسزا کے دن سے عبارت ہے، جس دن حضرت انسان کو اپنے کیے ہوئے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اس دن نہ تو کسی کے ساتھ ناانصافی ہوگی اور نہ ہی کسی پر ظلم وزیادتی کی جائے گی بلکہ ہر ذی روح کے تمام اچھے برے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ﴿وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ اور قیامت کے دن تمہیں تمہارے اعمال کا بھرپور بدلہ دیا جائے گا اور سب سے بڑا کامیاب وکامران انسان وہی ہے جو نارجہنم سے بچا لیا جائے اور بہشت کے اندر داخل کردیا جائے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ (آل عمران: ۱۸۵) اور دوسری جگہ فرمایا کہ یہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل تماشہ نیز دھوکے اور دل لگی کا سامان ہے۔

لوگو! یقینا اس دارفانی کے اندر بھیجے جانے کا ہمارا سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ ہم اشرف المخلوقات رب العالمین کی اس مقدس اور وسیع وعریض سرزمین پر اس کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کریں، کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کو اپنے لیے حرز جاں بنائیں، ہمہ وقت رب کی بندگی وعبادت میں اپنے آپ کو مشغول ومصروف رکھیں، ذکر واذکار نیز تسبیح وتہلیل کے ذریعے ہمیشہ اپنی زبان کو تر رکھیں اور اس چندروزہ زندگی کے اندر کثرت سے اعمال صالحہ کرتے رہیں جو کل قیامت کے دن ہمارے کام آنے والے ہیں۔ اس لیے کہ یہ دنیا تو چندروزہ زندگی کا نام ہے اور اس کی تمام رنگینیاں ورعنائیاں محدود دنوں کے لیے ہیں، جب کہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے جہاں حضرت انسان کو ہمیشہ ہمیش رہنا ہے۔

اللہ کے ان واضح فرامین کو پڑھنے اور سمجھنے کے باوجود بھی لیکن آج انسان دنیا اور متاع دنیا کو اپنی زندگی کا مقصد ومحور بنائے ہوئے ہے، اسی کے حصول میں ہمہ وقت سرگرم اور حلال وحرام کی تمیز کیے بغیر دنیا کمانے کے لیے تگ ودو اور محنت ومشقت کر رہا ہے، دن رات اسی دنیا کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور جائیداد وپراپرٹی نیز بینک بیلنس بڑھانے کے لیے آخرت کو فراموش کر کے اسی دنیا کو اپنا سب کچھ سمجھ بیٹھا ہے، جب کہ یہ دنیا اور اس کی تمام آسائشیں عارضی، غیر مستقل اور محض چند دنوں کے لیے ہیں اور اس کی تمام مال ومتاع آخرت کے مقابلے میں رب العالمین کی نگاہ میں مچھر کے پر سے بھی زیادہ حقیر وبے معنی اور کمتر ہیں۔ یہ دنیا تو دراصل ایک مسافر خانے کی مانند ہے کہ جہاں ایک مسافر چند گھنٹوں کے لیے قیام کرتا ہے پھر اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہوجاتا ہے۔ اسی دنیا کی حقیقت وحیثیت کو واضح کرتے ہوئے اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ (كُنْ فِي الدُّنْيَا كَانكَ غَرِيبٌ، أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ) تم اس دنیا میں ایک مسافر اور پردیسی کی طرح رہو۔ اسی وجہ سے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے (إِذَا أَمْسَيْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ.) کہ اے لوگو! جب تم شام کرلو تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب صبح کرلو تو شام کا انتظار مت کرو اور اپنی تندرستی کو بیماری سے پہلے غنیمت جانو اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے غنیمت سمجھتے ہوئے (کثرت سے اعمال حسنہ کرلو)۔ (صحیح بخاری ۶۴۱۶) بلکہ آپ ﷺ نے دنیا سے بیزاری اور سایہ سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ (مالي وللدنيا انما مثلي ومثل الدنيا كراكب ظل تحت شجرة ثم راح وتركها.) (الصحیحہ للالبانی: ۴۳۸) ''میرا اس دنیا سے کیا واسطہ میں تو ایک مسافر کی طرح ہوں کہ جو چند گھنٹوں کیلئے کسی سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ کر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد اپنی منزل کی طرف چل دیتا ہوں۔'' ایک دوسری حدیث میں ہے کہ یہ دنیا تو ایک سائے کی طرح ہے کہ مسافر چند گھنٹوں کے لیے اس کے نیچے آرام کرنے اور اس کے سائے سے استفادہ کرنے کے لیے اس کے نیچے رک جاتا ہے۔ ایک حدیث میں دنیا کی حقارت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اگر اللہ کی نگاہ میں اس دنیا کی کچھ حقیقت وحیثیت ہوتی تو کفار ومشرکین اور گنہگاروں کو ایک گھونٹ پانی بھی نصیب نہ فرماتا۔'' یہ دنیا تو دارالعمل اور آخرت کی کھیتی ہے اور آخرت ہمیشگی کا گھر اور دارالجزا ہے، یہاں جو بوؤ گے (یعنی اچھے اعمال کروگے) کل قیامت کے دن وہی کاٹو گے (اسی کے عوض تمہیں بدلہ دیا جائے گا)۔ اگر اپنی اس چندروزہ زندگی میں اچھے اعمال کروگے تو رب العالمین تمہیں نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دے گا اور بہشت میں بلند وبالا مقام پر فائز فرمائے گا لیکن اگر آج ہم نے اپنی اس مختصر سی زندگی میں کتاب وسنت کی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر شیطان لعین کے راستے کو اختیار کیا اور اس دارفانی کے اندر گناہوں پر گناہ اور خطاؤں پر خطائیں کیں تو یقیناً کل ہمارا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں پیٹھ پیچھے سے دیا جائے گا اور فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ ایسے نابنجاروں ونامرادوں کو گھسیٹتے ہوئے جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دو، چنانچہ فرشتے رب العالمین کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے انہیں اوندھے منہ جہنم میں ڈھکیل دیں گے۔

لہٰذا اے ذی شعورو! دنیا کی ان رنگینیوں ودلفریبیوں اور اس کے جھمیلوں میں نہ پڑو اور آخرت کی فکر کرو جہاں نہ آپ کے اہل وعیال کام آئیں گے، نہ مال ودولت اور نہ ہی دنیا کے جاہ ومنصب کچھ کام آئے گا بلکہ وہاں تو لوگ پریشانی اور نفسا نفسی کے عالم میں ہوں گے۔ لوگ اپنے گناہوں کے بالمقابل پسینے میں شرابور ہوں گے جہاں لوگ ایک ایک نیکی کے لیے ترس رہے ہوں گے وہاں نہ آپ کے یہ دنیاوی جاہ ومنصب، مال ودولت اور اہل وعیال کچھ کام نہ آئیں گے بلکہ بھائی اپنے بھائی سے، والدین اپنی اولاد سے دور بھاگ رہے ہوں گے کہ کہیں میرا بھائی، میرا باپ، میری ماں، میری بیوی، میرا شوہر مجھ سے ایک نیکی نہ مانگ لے اور میری نیکیوں کے اندر کمی آجائے بلکہ وہاں انسان اپنے اہل وعیال اور اپنا سب کچھ دنیاوی سرمایہ اور مال ومتاع فدیے میں دے کر جہنم سے بچنے کی تدبیریں کرے گا لیکن وہاں یہ تدبیریں، جاہ ومنصب اور مال ومتاع کچھ کام نہ آئیں گے لہٰذا اس آخرت کی فکر کرو جو دار عقبیٰ، ہمیشگی کا گھر اور دارالجزاء ہے اور دنیا کی تمام رعنائیوں سے کنارہ کشی اختیار کرو کیونکہ یہ دنیا تو محض دھوکے کا سامان ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے کہ ﴿وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ نے بکریاں چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کی صحبت اختیار کی، انکے ہاتھوں دمشق اور مصر فتح ہوئے

وہ دیکھو! رسول اللہ ﷺ بڑی انتظار کے بعد یثرب کے ٹیلوں پر سے نمودار ہو رہے ہیں۔ ذرا ادھر دیکھو! باشندگان مدینہ راستوں، سڑکوں، گھروں کی چھتوں پر نبی رحمت ﷺ اور آپ کے ہم سفر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دیدار کا شوق دل میں بسائے ہوئے لاالہ الا اللّٰہ کا ورد کر رہے ہیں اور نعرۂ تکبیر سے فضائے مدینہ گونج رہی ہے۔ مدینہ طیبہ کی چھوٹی چھوٹی بچیاں اپنے ہاتھوں میں دف پکڑے وفورِ شوق سے یہ ترانہ گا رہی ہیں:

ان پہاڑوں سے جو ہیں سوئے جنوب
چودھویں کا چاند ہے ہم پر چڑھا
کیسا عمدہ دین اور تعلیم ہے
شکر واجب ہے ہمیں اللہ کا

اللہ اللہ! کیا عجیب منظر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سواری لوگوں کے درمیان سے کس باوقار انداز سے گزر رہی ہے، مشتاق نگاہیں خوشی کے آنسو بہا رہی ہیں، دلوں میں شوق دیدار انگڑائیاں لے رہا ہے، لبوں پر دل آویز مسکراہٹیں پھیلی ہوئی ہیں۔ لیکن سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے استقبال کی سعادت حاصل نہ کر سکے، چونکہ یہ آپ کی آمد سے پہلے بکریاں چرانے جنگل کی طرف روانہ ہو چکے تھے، اس لیے کہ مدینہ منورہ میں بکریاں چرانے کے لیے کوئی انتظام نہ تھا، خطرہ تھا کہ کہیں بکریاں بھوک کی وجہ سے ہلاک نہ ہو جائیں، اس دنیائے فانی میں یہی بکریاں ان کی کل کائنات تھی، لیکن رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کا چرچا صرف مدینہ طیبہ میں ہی محدود نہ رہا، تھوڑے ہی عرصے میں مدینے کے قرب و جوار کی وادیوں میں آپ کے تشریف لانے کی خبر پھیل گئی، یہ خوش کن خبر سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو بکریاں چراتے ہوئے جنگل میں ملی۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی ملاقات کا منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں اس وقت دور دراز جنگل میں اپنی بکریاں چرا رہا تھا، جب مجھے آپ کے تشریف لانے کی خبر ملی تو میں اسی وقت مدینہ منورہ کی جانب چل پڑا۔ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ مجھ سے بیعت لیں گے؟ آپ نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے عرض کی: عقبہ بن عامر جہنی۔ آپ نے فرمایا: کون سی بیعت کرو گے؟ بیعت اعرابی یا بیعت ہجرت؟ میں نے کہا: بیعت ہجرت کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اسی طرح بیعت لی جس طرح دیگر مہاجرین سے۔ بیعت کے بعد ایک رات میں نے وہاں قیام کیا اور پھر بکریوں کی دیکھ بھال کے لیے جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔

ہم بارہ ایسے اشخاص تھے جو نئے نئے دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے تھے اور ہم مدینہ طیبہ سے دور جنگل میں اپنی بکریاں چرایا کرتے تھے، ایک دن بیٹھ کر ہم نے مشورہ کیا کہ

محمود احمد غضنفر

ہمیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری دینی چاہیے، اگر ہم نے ایسے نہ کیا تو یہ ہمارے حق میں بہتر نہ ہوگا، ہم دینی تعلیمات سے محروم رہ جائیں گے اور نہ ہی اس وحی الٰہی سے فیضیاب ہو سکیں گے جو آپ ﷺ پر نازل ہو رہی ہے، ایسا کریں کہ ہم میں سے ہر روز ایک ساتھی مدینہ طیبہ جائے اس کی بکریوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری ہم پر ہوگی اور جو کچھ وہ رسول اللہ ﷺ سے دینی مسائل سنے وہ ہمیں آ کر بتائے، سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم یکے بعد دیگرے مدینے جاؤ اور جانے والا اپنی بکریاں میرے سپرد کرتا جائے، میں انہیں چرانے اور دیکھ بھال کی ذمہ داری بخوشی قبول کرتا ہوں، میری اس وقت دلی کیفیت یہ تھی کہ مجھے اپنی بکریوں سے بہت پیار تھا، میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ اپنی بکریاں کسی کے سپرد کروں۔

میرے ساتھی یکے بعد دیگرے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری دینے کیلئے جانے لگے اور مدینے جانے والا اپنی بکریاں میرے سپرد کر جاتا، جب وہ واپس آتا تو جو کچھ بھی اس نے سنا ہوتا، وہ مجھے سنا دیتا، میں وہ دینی احکامات پورے غور سے سنتا اور انہیں اپنے دل میں بٹھا لیتا، کچھ عرصے کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے! کیا میں ان بکریوں کی وجہ سے رکا ہوا ہوں، کیا میں اس دنیاوی مال و متاع کو رسول اللہ ﷺ کی محبت پر ترجیح دے رہا ہوں، بھلا یہ بکریاں براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے حصول علم کی راہ میں رکاوٹ بنی رہیں گی؟ یہ سوچ کر میں نے اپنی بکریاں وہیں چھوڑیں اور مدینہ طیبہ کی طرف چل دیا، تاکہ مسجد نبوی میں قیام کروں اور براہِ راست نبی کریم ﷺ سے دینی علم حاصل کروں۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے جب اپنی بکریوں کو خیر باد کہہ کر جوار رسول اللہ ﷺ میں اپنی بقیہ زندگی گزارنے کا عزم کیا تھا، تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ آگے چل کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ بہت بڑے عالم، فاضل، قاری، فاتح اور ایک کامیاب گورنر کی حیثیت سے معروف ہوں گے۔ جب وہ اپنی بکریوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی طرف یکسو ہو کر چل دیئے تھے، تو ان کے دل میں یہ خیال تک نہ گزرا تھا کہ وہ اس اسلامی لشکر کے سپہ سالار ہوں گے۔ جسے ام الدنیا عروس البلاد یعنی دمشق کو فتح کرنے کا عظیم شرف حاصل ہوگا اور وہ دمشق کے مشہور دروازے (باب توما) کے نزدیک سرسبز و شاداب باغات میں بنے ہوئے ایک عالی شان گھر میں سکونت پذیر ہوں گے، یہ بات ان کے تصور میں ہی نہ تھی کہ آگے چل کر ان کا شمار ان قائدین میں ہوگا، جنہیں سرسبز و شاداب مصر کو فتح کرنے کی سعادت نصیب ہوگی، اور بالآخر بحیثیت شاہ مصر جبل مقطم کی چوٹی پر ایک خوبصورت بنگلے میں رہائش پذیر ہوں گے۔ ان سب رازہائے دروں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ تھا۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سائے کی طرح وابستہ رہے، نبی کریم ﷺ جب بھی سفر پر روانہ ہوتے تو یہ آپ کے گھوڑے کی لگام تھام لیتے۔

کئی دفعہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں گھوڑے پر اپنے پیچھے بھی بٹھایا، یہاں تک کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے باڈی گارڈ کی حیثیت سے معروف ہوئے، دوران سفر بسا اوقات نبی ﷺ اچانک سواری سے نیچے اترے اور انہیں سوار ہونے کا حکم دیا اور خود پیدل چلنے لگے۔ سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کے گھوڑے کی لگام تھامے ایک ایسے راستے سے گزر رہا تھا، جس کی دونوں جانب گھنے درخت تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: عقبہ! کیا تم سوار نہیں ہو گے؟ میرے دل میں آیا کہ نفی میں جواب دوں، لیکن فوراً یہ احساس

ہوا کہ کہیں آپ کی نافرمانی نہ ہوجائے، تو میں نے اثبات میں کہا: ہاں، یارسول اللہ ﷺ! یہ سن کر نبی کریم ﷺ گھوڑے سے نیچے اتر آئے اور مجھے سوار ہونے کا حکم دیا، میں تعمیل ارشاد کرتے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوگیا۔

آپ پیدل چلنے لگے، میں یہ منظر برداشت نہ کرسکا، تو فوراً گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ہی سوار ہوں۔ میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ میں سوار ہوں اور آپ پیدل چل رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ سوار ہوگئے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: عقبہ! کیا میں تجھے دو ایسی سورتیں نہ سکھلاؤں جن کی کوئی مثال نہیں ملتی، میں نے عرض کی: ضرور یارسول اللہ ﷺ! تو آپ نے مجھے ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھ کر سنائیں۔ پھر نماز پڑھی تو اس میں بھی آپ نے ان ہی دو سورتوں کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ان دونوں سورتوں کو سوتے اور بیدار ہوتے وقت پڑھ لیا کرو، سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان دو سورتوں کی تلاوت کو معمول بنائے رکھا۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام تر مساعی کا محور علم اور جہاد کو بنالیا۔ جہاں تک میدان علم کا تعلق ہے، اس سلسلے میں یہ رسول اللہ ﷺ کے تروتازہ، میٹھے اور صاف شفاف علمی چشمے سے سیراب ہوئے جس کی وجہ سے انہیں قاری، محدث، فقیہ، ماہر علم میراث، ادیب، فصیح البیان مقرر اور شاعر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

قرآن مجید نہایت دلسوز آواز میں پڑھا کرتے تھے، جب رات پرسکوں ہوجاتی، دنیا کی چہل پہل تھم جاتی، تو یہ سوز و آواز میں قرآنی آیات کی تلاوت شروع کردیتے، جسے سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوجاتے اور خشیت الٰہی سے ان کے دل میں لرزہ طاری ہو جاتا۔ ایک روز سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا: عقبہ! آج قرآن سناؤ۔ عرض کی: امیر المومنین! چشم ما روشن دل ما شاد، پھر قرآن حکیم کی تلاوت شروع کردی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر اتنا اثر ہوا کہ زاروقطار رونا شروع کردیا جس سے آپ کی داڑھی تربتر ہوگئی۔ سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انہوں نے پورا قرآن مجید اپنے ہاتھ سے لکھا اور یہ قلمی نسخہ ان کے بعد بہت مدت تک مسجد عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ میں محفوظ رہا، لیکن افسوس کہ یہ بھی حوادث زمانہ کی نذر ہوگیا اور ہم اس قیمتی ورثے سے محروم ہوگئے۔

جہاں تک جہاد کا تعلق ہے، آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، غزوۂ اُحد اور دیگر تمام غزوات میں شریک ہوئے، آپ ان گنے چنے بہادروں میں سے ایک تھے، جنہوں نے دمشق فتح کرتے وقت، جرأت، شجاعت اور جنگی حکمت عملی کے جوہر دکھلائے، اسلامی لشکر کے قائد سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان کے جنگی کارناموں سے متاثر ہوکر اپنا خصوصی نمائندہ بنا کر امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف دمشق کی نوید فتح سنانے کے لیے مدینہ منورہ بھیجا، انہوں نے دن رات مسلسل سفر کرتے ہوئے آٹھ روز میں

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو قاری، محدث، فقیہ، ماہر علم میراث، ادیب، فصیح البیان مقرر اور شاعر ہونے کا شرف حاصل ہوا

مدینہ منورہ پہنچ کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو دمشق فتح کرنے کی خوشخبری سنائی۔ انہیں اس عظیم اسلامی لشکر کے سپہ سالار ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا، جس نے مصر کو فتح کیا تھا، اس کارنامے کے صلے میں امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان نے انہیں تین سال کے لیے مصر کا گورنر بنا دیا تھا، پھر انہیں بحر ابیض کے جزیرہ اودس کو فتح کرنے کے لیے روانہ کیا، جہاد کے ساتھ والہانہ شیفتگی کی بنا پر سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے وہ تمام احادیث زبانی یاد کر لی تھیں، جن میں جہاد کا تذکرہ تھا اور جہاد کی روایات بیان کرنے میں آپ کو خصوصی مقام حاصل ہوگیا تھا، یہ تیراندازی میں بڑے ماہر تھے، جب کبھی کھیل کا شوق دل میں پیدا ہوتا تو تیراندازی کر کے اپنا دل بہلا لیتے۔ جب سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو اپنے بیٹوں کو پاس بلایا اور انہیں یہ وصیت کی کہ میرے بیٹو! میں تمہیں تین چیزوں سے منع کرتا ہوں، ان سے اجتناب کرنا:

① غیر ثقہ راوی کی بیان کردہ حدیث کو قبول نہ کرنا۔
② پھٹے پرانے کپڑے پہن لینا لیکن کسی سے قرض نہ لینا۔
③ شعر گوئی میں دلچسپی نہ لینا کیونکہ اس سے تمہارے دل قرآن مجید کی تلاوت سے غافل ہوجائیں گے۔

جب آپ فوت ہوگئے تو انہیں جبل مقطم کی بالائی سطح پر دفن کیا گیا، ان کا چھوڑا ہوا مال دیکھا گیا، تو اس میں تقریباً ستر تیر کمان تھے اور ساتھ یہ وصیت نامہ لکھا ہوا ملا کہ یہ تیر اللہ کی راہ میں وقف کردیئے جائیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس بلند پایۂ عالم، فاضل، قاری، محدث، مرد مجاہد اور غازی سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کے چہرے کو روز قیادت تروتازہ کرے۔

''یہ خدا سے راضی اور خدا ان سے راضی''

1974ء کی تحریک ختم نبوت......جب مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا

1974ء میں جب قادیانیوں کی بدمعاشی حد سے بڑھ گئی تو مجلس عمل تشکیل پائی اور تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا، بالآخر قادیانی غیر مسلم قرار پائے

22 مئی 1974ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے تقریباً سو طلبہ شمالی علاقوں کی سیر کے لیے چناب ایکسپریس کے ذریعے ملتان سے پشاور جا رہے تھے، ٹرین چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر رکی تو حسب معمول قادیانی نوجوان مختلف بوگیوں میں داخل ہو کر قادیانیت کا لٹریچر تقسیم کرنے لگے جس سے مسلم طلبہ میں اشتعال پھیل گیا اور انہوں نے جواباً ریلوے اسٹیشن پر ''ختم نبوت زندہ باد، قادیانیت مردہ باد'' کے نعرے لگائے، وقت مقررہ پر گاڑی روانہ ہوگئی۔

29 مئی کو چناب ایکسپریس انہی طلبہ کو پشاور سے ملتان کے لیے لے کر واپس ہوئی تو ربوہ سے پہلے اسٹیشن نشتر آباد کے قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے طلبہ کی بوگی پر نشانات لگا دیئے اور ربوہ میں اطلاع کر دی۔ جب گاڑی ربوہ اسٹیشن پر پہنچی تو وہاں ہزاروں قادیانی پستولوں، خنجروں، لاٹھیوں، آہنی مکوں اور اینٹوں کے ساتھ مسلح موجود تھے اور گاڑی رُکتے ہی طلبہ کی بوگی پر ٹوٹ پڑے۔ طلبہ نے اندر سے دروازے کھڑکیاں بند کر لیے، لیکن ہجوم نے انہیں توڑ کر اور بوگی میں داخل ہو کر نہتے طلبہ پر حملہ کر دیا، انہیں گھسیٹ کر باہر لائے اور مار مار کر زخموں سے چور چور کر دیا۔ سگنل ہونے کے باوجود گاڑی کو نہ چلنے دیا گیا جب جی بھر گیا تو گاڑی جانے دی گئی۔ اس بہیمانہ تشدد کی خبر فیصل آباد (لائل پور) پہنچی تو غم و غصے سے بھرا ہوا شہر ریلوے اسٹیشن پر امڈ آیا۔ جونہی ٹرین پہنچی تو اسٹیشن پر ہنگامہ مچ گیا، لوگ جذبات میں آ کر رونے لگے۔ حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے مولانا تاج محمود اور دیگر علماء کرام نے طلباء اور مجمع سے خطاب کر کے بہنے والے ''مقدس خون'' اور قادیانی وحشت کے بدلے کی قسم کھا کر طلبہ کو ملتان روانہ کیا۔ اسی روز شام 5 بجے ''الخیام'' ہوٹل میں بھرپور کانفرنس کے ذریعے قادیانیوں کے خلاف تحریک کا اعلان کر دیا گیا۔ پوری قوم سراپا احتجاج بن گئی۔

جلوس نکلنے لگے، مظاہرے اور احتجاجی جلسے شروع ہو گئے اور تحریک پورے ملک کے گلی و کوچہ میں پھیل گئی۔ ہڑتالیں اور قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ ہونے لگا، قادیانی شہر و دیہات سے ربوہ میں پہنچنے لگے۔ کئی مقامات پر مظاہرین اور پولیس میں جھڑپیں بھی ہوئیں جن میں لاٹھی چارج اور آنسو گیس کا استعمال کیا گیا۔ معروف ادیب و خطیب اور مشہور صحافی آغا شورش کاشمیری رحمہ اللہ کی تحریک پر مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کو مجلس عمل تحفظِ ختم نبوت کا کنوینز مقرر کیا گیا اور مستقل انتخاب کے لیے 16 جون 1974ء کو لائل پور (فیصل آباد) میں ملک بھر کے تمام مکاتب فکر کے علماء و مشائخ کو بلایا گیا۔ اس وقت مجلس عاملہ میں درج ذیل شخصیات کو نمائندگی ملی (پارٹی تفصیل کے مطابق) جو یوں تھی:

☆ مجلس تحفظ ختم نبوت: مولانا سید محمد یوسف بنوری، مولانا خان محمد، مولانا تاج محمود، مولانا محمد شریف جالندھری، سردار

رانا شفیق خاں پسروری

میر عالم لغاری۔ ☆ جمعیت علماء اسلام: مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالحق، مولانا عبیداللہ انور، مولانا محمد زمان اچکزئی، مولانا محمد اجمل خاں، مولانا محمد ابراہیم۔ ☆ جمعیت علماء پاکستان: مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا صاحبزادہ فضل رسول، مولانا مصطفی الازہری، مولانا محمود علی قصوری۔ ☆ جمعیت اہل حدیث: میاں فضل حق، مولانا عبدالقادر روپڑی، مولانا اسحاق چیمہ، شیخ محمد اشرف، مولانا محمد صدیق، مولانا شریف اشرف۔ ☆ تبلیغی جماعت: مولانا مفتی زین العابدین۔ ☆ مجلس احرار اسلام: مولانا سید ابوذر بخاری، مولانا عبیداللہ احرار، مولانا سید عطاء المحسن بخاری، چودھری ثناء اللہ بھٹہ، ملک عبدالغفور انوری۔ ☆ جماعت اسلامی: پروفیسر عبدالغفور احمد، چودھری غلام جیلانی، میاں طفیل محمد۔ ☆ شیعہ: سید مظفر علی شمسی۔ ☆ مسلم لیگ: میجر اعجاز احمد، چودھری صفدر علی رضوی، چودھری ظہور الٰہی، سید اصغر علی شاہ۔ ☆ پاکستان جمہوری پارٹی: نوابزادہ نصراللہ خان، رانا ظفر اللہ خان۔ ☆ اشاعت التوحید: مولانا غلام اللہ خان، مولانا عنایت اللہ شاہ۔ ☆ جماعت اہلسنت: مولانا غلام علی اوکاڑوی، سید محمود شاہ گجراتی۔ ☆ اتحاد العلماء: مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل، مولانا محمد چراغ، مولانا گلزار احمد مظاہری۔ ☆ تنظیم اہل سنت: مولانا سید نور الحسن بخاری، مولانا عبدالستار تونسوی۔ ☆ حزب الاحناف: مولانا سید محمود احمد رضوی، مولانا خلیل احمد قادری۔ ☆ قادیانی محاسبہ کمیٹی: آغا شورش کاشمیری، علامہ احسان الٰہی ظہیر۔ ☆ نیشنل عوامی پارٹی: ارباب سکندر خان، امیر زادہ۔ ☆ قومی اسمبلی میں آزاد گروپ کے لیڈر: مولانا ظفر احمد انصاری۔ ☆ اہم شخصیات مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف جب کہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی کابینہ حسب ذیل بنی تھی: صدر، مولانا سید محمد یوسف بنوری۔ ناظم اعلیٰ: مولانا محمود احمد رضوی، نائب صدر: مولانا عبدالستار خان نیازی، سید مظفر علی شمسی، مولانا عبدالواحد۔ نائب ناظم: مولانا محمد شریف جالندھری، خازن: میاں فضل حق رحمہ اللہ۔

عوام کے ملک گیر احتجاج کو دیکھتے ہوئے پنجاب حکومت (وزیر اعلیٰ حنیف رامے) نے سانحہ ربوہ کی عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا۔ چیف جسٹس سردار محمد اقبال نے جسٹس کے ایم صمدانی کو تحقیقاتی افسر مقرر کیا۔ جسٹس صمدانی نے ربوہ کا تفصیلی دورہ کیا۔ قادیانی سربراہ مرزا ناصر کو بھی عدالت میں طلب کیا گیا اور 7 گھنٹے تک خفیہ بیان ریکارڈ کیا گیا۔

تحریک ختم نبوت کا زور توڑنے کے لیے ختم نبوت کے ہزاروں کارکنان کو مختلف دفعات کے تحت جیلوں اور حوالات میں بند کر دیا گیا۔ جلوسوں پر شدید لاٹھی چارج اور آنسو گیس پھینکی گئی، کئی مقامات پر قادیانیوں نے فائرنگ کر کے لوگوں کو گھائل کر دیا۔ مجلس عمل ختم نبوت نے پورے ملک میں جلسوں

اور کانفرنسوں کا جال پھیلا دیا۔ اخبارات ورسائل نے خصوصی ضمیمے، مضامین اور رپورٹیں شائع کر کے دینی غیرت اور اپنے فرض کا حق ادا کیا۔

مجلس عمل نے 14 جون 1974ء کو پورے ملک میں ہڑتال کی اپیل کی، چنانچہ کراچی سے خیبر اور لاہور سے کوئٹہ تک بے مثال ہڑتال ہوئی۔ دوسری طرف سر ظفر اللہ خان نے قادیانیت کی حمایت حاصل کرنے کے لیے غیر ملکی دورے شروع کر دیئے۔ لندن میں ایک بڑی پریس کانفرنس کر کے پاکستانی حکومت پر قادیانیوں کی حفاظت نہ کرنے کا الزام لگایا اور عالمی اداروں سے قادیانیوں کی مدد کی اپیل کی۔ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر نے ایسوسی ایٹڈ پریس امریکہ کے ذریعے فسادات کی ذمہ داری بھٹو حکومت اور پیپلز پارٹی پر عائد کی اور یہ الہام ربوہ کے درودیوار پر لکھوایا کہ ”خدا اپنی فوجوں کے ساتھ آرہا ہے۔“

30 جون 1974ء کو اپوزیشن کی طرف سے ایک قرارداد قومی اسمبلی میں پیش کی گئی جس کا متن درج ذیل ہے:

”**جناب اسپیکر، قومی اسمبلی پاکستان!** محترمی! ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں: ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا، نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں، اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھی۔ نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ ان کے پیروکار، چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو مقدس شہر مکہ المکرمہ میں رابطہ العالم الاسلامی 10 اپریل 1974ء کے درمیان منعقد ہوئی جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے 140 مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی۔ متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت، اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنی چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار (انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے) مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تا کہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لیے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

اُمت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا قادیانی کے پیروکار وہ احمدی ہوں یا لاہوری دائرۂ اسلام سے خارج ہیں

محرکین قرارداد: مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)، چودھری ظہور الٰہی، سردار شیر باز خان مزاری، مولانا محمد ظفر احمد انصاری، عبدالحمید جتوئی، صاحبزادہ احمد رضا قصوری، محمود اعظم فاروقی، مولانا صدر الشہید، مولانا نعمت اللہ، جناب عمر خان، مخدوم نور محمد، جناب غلام فاروق، سردار مولا بخش سومرو، سردار شوکت حیات خان، حاجی علی احمد تالپور، راؤ خورشید علی خان، رئیس عطا محمد خان مری۔

بعد میں حسب ذیل ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کیے: نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی، غلام حسن خان دھاندلا، کرم بخش اعوان، صاحبزادہ محمد نذیر سلطان، مہر غلام حیدر بھروانہ، میاں محمد ابراہیم برق، صاحبزادہ صفی اللہ، صاحبزادہ نعمت اللہ خان شنواری، ملک جہانگیر خان، عبدالسبحان خان، اکبر خان مہمند، میجر جنرل جمالدار، حاجی صالح محمد، عبدالمالک خان، خواجہ جمال محمد کوریجہ۔

مجلس عمل کے ارکان نے الگ سے بھی وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو سے کئی ملاقاتیں کیں لیکن بات کسی نتیجے پر نہ پہنچی۔ کئی بار کشیدگی یہاں تک پہنچی کہ آنے والے حالات خوفناک دکھائی دینے لگے۔ قومی اسمبلی میں تمام ایوان کو خصوصی کمیٹی کی حیثیت دے کر کارروائی کو خفیہ قرار دے دیا گیا۔ دو مہینے تک کارروائی جاری رہی، دو ماہ میں قومی اسمبلی کے 28 اجلاس اور 96 نشستیں ہوئیں۔ مسلمانوں کی طرف سے اراکین اسمبلی کو ”ملت اسلامیہ کا مؤقف“ نامی کتاب پیش کی گئی۔ قادیانیوں اور لاہوریوں نے بھی اپنا لٹریچر خوب تقسیم کیا۔ قادیانی سربراہ مرزا ناصر کو موقف پیش کرنے کا تفصیلی موقع ملا، گیارہ روز تک ان سے 42 سوال و جواب ہوئے۔ مرزائیوں کی لاہوری شاخ کے سربراہ صدر الدین سے بھی 7 گھنٹے تک سوال و جواب کر کے موقف لیا گیا۔ اس وقت کے اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے قادیانی اور لاہوری گروپوں کے سربراہوں سے دینی و مذہبی حوالوں سے ہٹ کر معاشرتی، سماجی اور پاکستانیت کے حوالے سے سوالات کیے تا کہ اراکین اسمبلی کو معاملات سمجھنے میں آسانی ہو۔ جب تک اسمبلی میں معاملہ رہا، باہر حالات کشیدہ رہے۔ خصوصاً آخری روز بڑا نازک تھا، شام کو حالات مزید کشیدہ ہو گئے۔ حکومتی ادارے، انٹیلی جنس اور پولیس چوکنا ہو گئی، بڑے شہروں میں فوج تعینات کر دی گئی، بھاری اسلحے کے انبار لگ گئے، ہزاروں کارکن گرفتار کر لیے گئے، تحریک کے لیڈروں کی فہرست تیار کر لی گئی۔

قومی اسمبلی میں 28 اگست کو لاہوری گروپ پر سوالاً جواباً جرح ختم ہوئی، 5 اور 6 ستمبر 1974ء کو اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے تفصیلی بیان اراکین اسمبلی کے سامنے پڑھا، اس بیان میں انہوں نے اسمبلی کی تمام بحث کو سمیٹ لیا۔ 7 ستمبر 1974ء کو چار بجے اسمبلی کا فیصلہ کن اجلاس ہوا اور 4 بج کر 35 منٹ پر متفقہ طور پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا گیا۔ قادیانیوں کے بارے میں آئین پاکستان میں ترمیم کی گئی۔ ترمیم کے لیے پیش کردہ بل کی عبارت درج ذیل تھی۔

” ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی

جائے، لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے اور مختصر عنوان اور آغاز نفاذ۔

1۔ یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ 1974 کہلائے گا۔☆ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

2۔آئین کی دفعہ 106 میں ترمیم: اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا۔ دفعہ 106 کی شق (3) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کیے جائیں گے۔

3۔آئین کی دفعہ 260 میں ترمیم: آئین کی دفعہ 260 کی شق (2) کے بعد حسب ذیل شق درج کی جائے گی۔ یعنی (3) جو شخص رسول اللہ ﷺ جو آخری نبی ہیں کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا، یا نبی کریم ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

بیان اغراض و وجوہ: جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے کہ اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے کہ ہر وہ شخص جو نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا مصلح تسلیم کرتا ہے اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

(دستخط) عبدالحفیظ پیرزادہ وزیر انچارج''

قادیانیوں کے بارے میں ترمیمی بل متفقہ طور پر پاس ہو گیا تو وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قائد ایوان کی حیثیت سے 27 منٹ تک ایک وضاحتی تقریر کی جو ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔ اعلان ہوتے ہی پوری اسمبلی خوشی کے نعروں سے گونج اٹھی، ممبران جذباتی ہو کر ایک دوسرے سے بغل گیر ہو گئے حتیٰ کہ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو اور خان عبدالولی خان بھی گرم جوشی سے گلے ملے۔

قادیانی مسئلہ اور مسٹر بھٹو کی تقریر: قادیانی گروہ 1974ء اور بعد کے بعض قوانین (جن میں اس گروہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا) کے خلاف آئے روز پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں حالانکہ 1974ء میں پاکستانی پارلیمنٹ نے جو فیصلہ دیا تھا وہ کسی مذہبی تعصب، ضد، ہٹ دھرمی یا جذباتیت پر مبنی نہ تھا۔ اس وقت حکومت اور پارلیمنٹ میں واضح اکثریت بھٹو صاحب کی پیپلز پارٹی کی تھی' یہ بھی نہیں کہ قادیانیوں کے بارے میں یہ فیصلہ جلد بازی میں آ گیا ہو۔ پارلیمنٹ نے اس معاملے پر دو مہینے تک مسلسل غور و خوض کیا تھا، اس کے 28 اجلاس اور 96 نشستیں ہوئیں۔ وضاحت کے لیے قادیانیوں اور لاہوریوں (دونوں مکاتب فکر نے اراکین اسمبلی کو اپنا لٹریچر تقسیم کیا۔ اس وقت کے قادیانی امیر مرزا ناصر پر گیارہ روز تک 42 گھنٹے سوال جواب کی صورت میں جرح ہوئی جب کہ لاہوری شاخ کے امیر صدرالدین پر سات گھنٹے تک جرح جاری رہی۔ یہ جرح محض مذہبی حوالے سے نہ تھی بلکہ سماجی، معاشرتی اور پاکستانی حوالے سے بھی تھی۔

1974ء کی وہ تاریخ ساز پارلیمانی کارروائی اب کتابی شکل میں دستیاب ہے، اس کارروائی رپورٹ میں حرف بحرف اور لفظ بہ لفظ تمام گفتگو پڑھی جاسکتی ہے اور معلوم کیا جاسکتا ہے کہ پاکستان کے جمہوری اور پارلیمانی طبقے نے اتنا بڑا اقدام کیوں اٹھایا تھا

پارلیمنٹ کے اکثر ارکان وہ تھے جو مذہبی حلقوں کے نزدیک زیادہ پسندیدہ نہیں تھے۔ خود بھٹو صاحب ایک ایسے لیڈر تھے جن کی مذہبی طبقات نے مخالفت کی اور ان کے خلاف بھی تحریک چلائی تھی۔

1974ء کی وہ تاریخ ساز پارلیمانی کارروائی اب کتابی شکل میں دستیاب ہے، اس کارروائی رپورٹ میں حرف بحرف اور لفظ بہ لفظ تمام گفتگو پڑھی جاسکتی ہے اور معلوم کیا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے جمہوری اور پارلیمانی طبقے نے اتنا بڑا اقدام کیوں اٹھایا تھا۔

قومی اسمبلی میں مسئلہ قادیانیت کے حوالے سے تمام کارروائی کو خفیہ رکھا گیا تھا، اس بارے میں قومی اسمبلی کے اُس وقت کے اسپیکر صاحبزادہ فاروق علی خان نے ایک قومی اخبار سے گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا کہ بحث اور کارروائی کے دوران ایسی باتوں کے پیش آنے کا امکان تھا کہ اگر وہ منظر عام پر آتیں تو مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکتی تھی، قادیانی فرقوں کے رہنماؤں کو بھی بلانا تھا، ان کا نقطہ نظر بھی سننا تھا، ظاہر ہے وہ جو کچھ کہتے مسلمانوں کو اس سے ہرگز اتفاق نہ ہوتا لہٰذا کارروائی خفیہ ہی رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ناموس رسالت کا مسئلہ نازک اور حساس ہے۔ مسلمان جان بھی قربان کر دینا انتہائی معمولی بات سمجھتا ہے۔ لہٰذا کسی بھی خطرناک جذباتی صورت حال سے بچنے کے لیے اس کارروائی کو خفیہ رکھنا ہی مناسب تھا۔ البتہ اس خفیہ بحث کا فیصلہ کھلا تھا اور اس فیصلے سے ملت اسلامیہ آج تک مطمئن ہے۔

(روزنامہ جنگ، جمعہ میگزین 9-3 دسمبر 1982ء)

اسمبلی کی یہ کارروائی اور اس کی رپورٹ خفیہ ہی رکھی گئی۔ 1983ء میں جنوبی افریقہ کی ایک عدالت میں قادیانیوں کے بارے میں ایک مقدمہ چل رہا تھا اس کی پیروی کے لیے رابطہ عالم اسلامی نے اس وقت کے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق سے علماء اور قانونی ماہرین بھجوانے کی درخواست کی۔ مقدمے کی تیاری کے لیے 1974ء کی قومی اسمبلی میں قادیانی اور لاہوری امیروں پر ہونے والی جرح کی مکمل رپورٹ مطلوب تھی۔

جنرل ضیاء الحق نے اپنے خصوصی حکم سے جسٹس (ر) محمد افضل چیمہ کو کارروائی کی مکمل نقل فراہم کرا دی۔ جنوبی افریقہ کے مقدمہ کے بعد بھی یہ کارروائی رپورٹ چند ہاتھوں تک رہی تا آنکہ قادیانی حضرات کی طرف سے اپنا وہ محضر نامہ جو انہوں نے 1974ء میں قومی اسمبلی میں پیش کیا تھا یہ کہہ کر شائع کر دیا گیا کہ ''ہمیں قومی اسمبلی کے ایک ممبر سے یہ محضر نامہ ملا ہے جو ہم شائع کر رہے ہیں'' قادیانی حضرات کے جواب میں لندن کی ختم نبوت اکیڈمی نے قومی اسمبلی کی تمام کارروائی انگلش اور تراجم کے ساتھ شائع کر دی جو ہمارے ہاں بھی کتابی شکل میں مل جاتی ہے۔

(باقی آئندہ)

عظمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (گزشتہ سے پیوستہ)

صحابی رسول ﷺ کا کسی غزوہ میں محض غبار آلود ہونا غیر صحابی کی ہزار سالہ زندگی کے نیک اعمال سے بہتر ہے

چونکہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دنیا ہی میں راضی ہو گیا تھا تو انہیں آخرت کی رسوائی سے بچانے کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:

﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ﴾

''اس دن اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوا نہیں کرے گا۔'' (التحریم:8)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کامیابی اور جنت کی بشارت: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

''سو وہ لوگ جو ان پر ایمان لائے اور انہیں قوت دی اور ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا، وہی فلاح پانے والے ہیں۔'' [الاعراف:157]

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾[التوبة:88-89]

''لیکن رسول نے اور ان لوگوں نے جو ان کے ہمراہ ایمان لائے، اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے سب بھلائیاں ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''

فضائل صحابہ، احادیث و آثار کی روشنی میں

زمانے کے خوش نصیب لوگ: سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ صحابی رسول سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

(طُوبَى لِمَنْ رَآنِي، وَطُوبَى لِمَنْ رَأَى مَنْ رَآنِي، وَطُوبَى لِمَنْ رَأَى مَنْ رَأَى مَنْ رَآنِي وَآمَنَ بِي.)

''مبارک ہو جس نے مجھے دیکھا (یعنی صحابی) اور مجھ پر ایمان لایا اور مبارک ہو اسے جس نے اسے دیکھا جس نے مجھے دیکھا (یعنی تابعی) اور ایمان لایا اور مبارک ہو اسے جس نے صحابی کو دیکھنے والے کو (تبع تابعی) دیکھا اور ایمان لایا۔'' (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ:1254)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعد میں آنے والے تمام لوگوں سے افضل واعلیٰ ہیں: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے دریافت کیا ''کون سے لوگ سب سے افضل ہیں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ.) (صحيح مسلم:2533)

''میرے زمانے کے لوگ، پھر ان کے بعد میں آنے والے، پھر ان کے بعد آنے والے۔''

رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انتخاب: سیدنا

مولانا زبیر خالد

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(إِنَّ اللَّهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ ﷺ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ، فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهِ.)

''اللہ تعالیٰ نے اپنے سب بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو محمد ﷺ کے قلب کو ان سب قلوب میں بہتر پایا، ان کو اپنی رسالت کے لیے مقرر کر دیا، پھر قلب محمد ﷺ کے بعد دوسرے قلوب پر نظر فرمائی تو اصحاب محمد کے قلوب کو دوسرے سب بندوں کے قلوب سے بہتر پایا، ان کو اپنے نبی (کی صحبت اور دین کی نصرت کے لیے پسند کر لیا۔''

(مسند احمد:6/84(3600)، قال شعیب الأرنؤوط: حسن)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام کو کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ.) (صحيح مسلم:2540)

''میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا بھلا مت کہو، میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو صحابی کے مُد (ایک چلو) یا آدھے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔''

صحابی کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گھڑی بھر کی رفاقت غیر صحابی کی ساری زندگی کے نیک اعمال سے افضل ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

(لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً، خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ.)

''اصحاب محمد ﷺ کو برا نہ کہو، رسول اللہ کے ساتھ ان کی گھڑی بھر کی رفاقت تمہاری ساری زندگی سے نیک اعمال سے بہتر ہے۔'' (سنن ابن ماجہ:162 قال الالبانی: حسن)

صحابی رسول ﷺ کا کسی غزوہ میں محض غبار آلود ہونا غیر صحابی کی ہزار سالہ زندگی کے نیک اعمال سے بہتر ہے: سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) فرماتے ہیں:

(وَاللَّهِ لَمَشْهَدٌ شَهِدَهُ رَجُلٌ يُغَبِّرُ فِيهِ وَجْهَهُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَفْضَلُ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ. وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ.)

''اللہ کی قسم! کسی صحابی رسول ﷺ کے ایک غزوہ میں شریک ہونا جس میں (صرف) اس کا چہرہ غبار آلود ہو تمہارے سارے اعمال سے افضل ہے خواہ تمہیں نوح علیہ السلام کے برابر عمر دے دی گئی ہو۔''

(مسند احمد:1/175(1629)، قال شعیب الارنؤوط: إسناده صحيح)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وجود امت کے لیے فتنوں سے بچاؤ کا باعث ہے: سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا

يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ.)

''ستارے آسمان کے لیے امن کا باعث ہیں، جب ستارے ختم ہوجائیں گے تو آسمان کو وہ چیز آلے گی جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی پھٹ جائے گا) اور میں امن کا باعث ہوں اپنے اصحاب کے لیے، جب میں رخصت ہوجاؤں گا تو صحابہ کو وہ چیز آلے گی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا (یعنی اختلافات اور دیگر فتنے) اور میرے صحابہ میری امت کے لیے (فتنوں سے) امن کا باعث ہیں۔ جب میرے اصحاب بھی رخصت ہوجائیں گے تو میری امت کو وہ چیز آلے گی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی شرک، بدعات اور دیگر خرابیاں)۔'' (صحیح مسلم:2531)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وجود جہاد میں کامیابی کا باعث ہے:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جب ان کے لشکر جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا ''کیا تمہارے ساتھ کوئی ایسا آدمی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو (یعنی صحابی)'' وہ کہیں گے ''ہاں'' چنانچہ ان کی برکت سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگی، پھر ایک زمانہ آئے گا جب جماعتیں جہاد کریں گی تو ان سے پوچھا جائے گا ''تمہارے درمیان کوئی ایسا آدمی ہے جس نے صحابی کو دیکھا ہو؟'' وہ کہیں گے: ''ہاں'' چنانچہ اس کی برکت سے انہیں فتح حاصل ہوگی۔'' (صحیح مسلم:2532)

محبِ صحابہ محبوبِ الٰہی ہے: سیدنا براء سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

(الأَنْصَارُ لاَ يُحِبُّهُمْ إِلاَّ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يُبْغِضُهُمْ إِلاَّ مُنَافِقٌ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ.)

''انصار سے محبت مومن جبکہ بغض منافق ہی کرتا ہے جو انصار سے محبت رکھتا ہے نتیجتاً اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے گا اور جو انصار سے بغض رکھتا ہے اللہ اُس سے بغض رکھتا ہے۔'' (صحیح البخاری:3783)

محبت صحابہ رضی اللہ عنہم کے بدلے جنت کی گارنٹی: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

(أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ السَّاعَةِ، فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا. قَالَ: لاَ شَيْءَ، إِلاَّ أَنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ﷺ، فَقَالَ: أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ. قَالَ أَنَسٌ: فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ، فَرَحَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ: فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ، وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ.)

''بے شک ایک آدمی رسول اللہ سے سوال کرتا ہے کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ پوچھتے ہیں: تیری تیاری کیا ہے؟ اس نے کہا بس یہی کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے۔ آپ نے فرمایا: تو جس سے محبت کرے گا روزِ قیامت اس کے ساتھ ہوگا۔ سیدنا انس فرماتے ہیں: ہمیں آپ سے اس فرمان کی بڑی خوشی ہوئی پھر فرمایا: میں نبی سے محبت کرتا ہوں اور ابوبکر و عمر سے محبت کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اسی وجہ سے روز قیامت ان کے ساتھ میں ہوں گا اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔'' (صحیح البخاری:3688)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی میں نجات ہے: سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

(لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بني إسرائيل حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلاَنِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَإِنَّ بني إسرائيل تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلاَثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلاَّ مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي.)

''میری امت پر ایک ایسا وقت آئے گا جیسا بنی اسرائیل پر آیا تھا، دونوں کی حالت اس طرح ایک جیسی ہو جائے گی جس طرح ایک جوتا دوسرے جوتے جیسا ہوتا ہے حتیٰ کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کوئی شخص اپنی ماں سے علانیہ بدکاری کرے گا تو میری امت میں سے بھی ایسا کرنے والا ہوگا، بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئی تھی، میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، تمام فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سا فرقہ ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر چلنے والا ہو گا۔'' (سنن الترمذی:2641، قال الالبانی: حسن)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف زبان درازی کرنا حرام: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

(لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ.) (صحيح البخاري: 3673)

''میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو۔ اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مُد غلہ کے برابر بھی نہیں ہوسکتا اور نہ ان کے آدھے مُد کے برابر۔''

صحیح مسلم کی روایت میں ہے: (كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ، فَسَبَّهُ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ.)

''خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ جھگڑا ہوا، سیدنا خالد نے سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے کسی صحابی کو بُرا مت کہو، اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرے تو اُن میں سے کسی کے دو چُلّو یا ایک چُلّو بھر صدقہ کے برابر نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کے آدھے کے برابر۔'' (صحیح مسلم:2541)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلند پایہ مقام کیوں ملا؟ جب سادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب کو پڑھتے اور سنتے ہیں تو ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اتنا بلند مقام کیوں ملا؟ آخر کیا وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا مقامات پر اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات میں ان کے اتنے فضائل کیوں بیان فرمائے؟

اگر اس کے جواب کو ڈھونڈنے کی کوشش کریں تو پتا چلتا ہے کہ ان کے اندر بعض ایسی با کمال خوبیاں تھیں، جو اللہ کو بہت پسند تھیں، جن کی بدولت باری تعالیٰ نے انہیں اس مقام تک پہنچایا۔ تو آئیے! ان خوبیوں کو جانتے ہیں اور جان لینے

کے بعد کوشش کرتے کہ یہ خوبیاں ہمارے اندر بھی پیدا ہو جائیں، اور ہم بھی اسی طرح ایمان دار بن جائیں جس طرح صحابہ کرام ؓ تھے، اور یہی حکم الٰہی ہے: ﴿آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ﴾ ''اس طرح ایمان لاؤ جس طرح لوگ ایمان لائے۔'' (سورۃ البقرۃ: 13) اگرچہ صحابہ کرام سا ایمان تو ہمیں نصیب نہیں ہو سکتا مگر کوشش کی جا سکتی ہے کہ ہم بھی ان جیسی صفات سے متصف ہو کر بارگاہِ الٰہی میں سرخرو ہو سکیں۔

اسلام کیلئے گھر، بار قربان کرنے والے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ (سورۃ الحشر: 8)

''(یہ مال) ان محتاج گھر بار چھوڑنے والوں کے لیے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکال باہر کیے گئے۔ وہ اللہ کی طرف سے کچھ فضل اور رضا تلاش کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں۔''

اہل تقویٰ: فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ (الفتح: 26)

''جب ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا، اپنے دلوں میں ضد رکھ لی، جو جاہلیت کی ضد تھی تو اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر اتار دی اور انہیں تقویٰ کی بات پر قائم رکھا اور وہ اس کے زیادہ حق دار اور اس کے لائق تھے اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

صحابہ کرام ؓ سراپا ادب اور پیکر تقویٰ تھے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾

بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کیلئے خالص کر دیا ہے ان لوگوں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ (سورہ الحجرات: ۳)

کفر و فسق سے محفوظ تھے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ﴾ (سورۃ الحجرات: 7)

''اور جان رکھو کہ تم میں رسول اللہ ﷺ ہیں، اگر بہت سے کاموں میں تمہاری بات مان لیا کریں تو تم پر مشکل پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کی (تحصیل) کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر و فسق اور عصیان سے تم کو نفرت دیدی ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل اور انعام سے راہ راست پر ہیں۔''

عبادت کے خوگر اور رحمدل تھے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ﴾ (الفتح: 29)

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں، اے مخاطب! تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں، کبھی سجدہ کر رہے ہیں اور اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں، ان کی (عبدیت) کے آثار سجدوں کی تاثیر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔''

اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دینے والے تھے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ [الحشر: 9]

اور (ان کے لیے) جنہوں نے ان سے پہلے اس گھر میں ایمان میں جگہ بنالی ہے، وہ ان سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کی طرف آئیں اور وہ اپنے سینوں میں اس چیز کی کوئی خواہش نہیں پاتے جو ان (مہاجرین) کو دی جائے اور اپنے آپ پر (دوسروں) کو ترجیح دیتے ہیں، خواہ انہیں سخت حاجت ہو اور جو کوئی اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔

رضائے الٰہی کے طلب گار اور صبح و شام اللہ کو یاد کرنے والے ہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ (سورۃ الکہف: 28)

''(اے محمد ﷺ!) اپنے دل کو ان لوگوں کے ساتھ مطمئن رکھیں جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار ہیں اور صبح و شام اپنے رب کو پکارنے والے ہیں، ان لوگوں سے اپنی آنکھیں مت پھیریں، کیا آپ دنیا کی زندگی کی زینت چاہتے ہیں؟''

صدق و امانت کے علمبردار: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صحابہ کرام ؓ کی صداقت اور ایفائے عہد کا یوں تذکرہ فرمایا: ''مومنوں میں سے کچھ مرد (صحابہ) ایسے ہیں جنہوں نے وہ بات سچ کہی جس پر انہوں نے اللہ سے عہد کیا، پھر ان میں سے کوئی تو وہ ہے جو اپنی نذر پوری کر چکا ہے اور کوئی وہ ہے جو انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے نہیں بدلا، کچھ بھی بدلنا۔'' (الاحزاب: 23)

دشمن کے خلاف انتہائی سخت، باہم انتہائی نرم اور بکثرت عبادت میں مشغول رہتے تھے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''محمد، اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے لیے سخت اور آپس میں بہت نرم ہیں، آپ انہیں رکوع و سجود کرتے دیکھیں گے، اپنے رب کا فضل اور رضامندی چاہنے والے ہیں، سجدوں کی وجہ سے ان کے چہروں پر نشان ہیں، ان کی یہی شان تورات میں بیان کی گئی ہے اور انجیل میں ان کی مثال ایسے بیان کی گئی ہے جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی کونپل نکالی پھر اسے مضبوط کیا اور موٹی ہو گئی اور اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی، کسان اسے دیکھ کر خوش ہوتا ہے تا کہ کافر اس کی وجہ سے جلیں، ان ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں سے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرما رکھا ہے۔'' (سورۃ الفتح: 29)

صحابہ کا ایمان ایسا معیاری ایمان ہے کہ سب لوگوں کو اسی طرح کا ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔

☆☆☆

حوضِ کوثر......فضیلت اور محل وقوع (گزشتہ سے پیوستہ)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں حوض پر تمہارا انتظار کروں گا جو وہاں پہنچ گیا وہ کامیاب ٹھہرا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(أَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ أقول: إِيَّاكُم وَجَهنَّمَ! وَإِيَّاكُم وَالحدُودَ! فَإِذَا متُّ فَأَنَا فَرطُكُم وَمَوعِدُكُم عَلَى الحَوضِ فَمَنْ وَرَدَ أَفْلَحَ.)

''میں تمہیں پیچھے سے پکڑ کر آگ سے روک رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں: جہنم سے بچو، حدود سے بچو، جب میں فوت ہو جاؤں گا تو حوض پر تمہارا انتظار کروں گا، جو حوض تک پہنچ گیا وہ کامیاب ہو گیا۔''

(سلسلة الاحاديث الصحيحة: 3087)

حوض کوثر پر آپ ﷺ کی موجودگی: حوض کوثر پر آپ ﷺ خود موجود ہوں گے۔ سیدنا نضر بن انس اپنے والد انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، کہ میں نے نبی معظم ﷺ سے سوال کیا:

أَنْ يَشْفَعَ فِيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ: أَنَا فَاعِلٌ قَالَ: قُلتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَأَيْنَ أَطْلُبُكَ؟ قَالَ: اطْلُبْنِي أَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِي عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ: فَإِن لَمْ أَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ؟ قَالَ: اطْلُبْنِي عِنْدَ الْمِيزَانِ قَالَ: فَإِنْ لَمْ أَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيزَانِ؟ قَالَ فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْحَوْضِ فَإِنِّي لَا أُخْطِئُ هَذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ .

''آپ قیامت کے دن میری سفارش کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ضرور کروں گا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! قیامت کے دن میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے تم مجھے پل صراط پر تلاش کرنا، میں نے کہا: اگر میں آپ سے پل صراط پر نہ مل سکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تب میزان کے پاس مجھ سے ملنا، میں نے کہا: اگر میں آپ کو میزان کے پاس نہ پاؤں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو حوض پر پاؤ گے، ان تین مقامات میں سے کہیں نہ کہیں ضرور پاؤ گے۔'' (سلسلۃ الصحیحۃ: 2524)

رسول ﷺ کا اپنی امت کو پہچاننا: قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو وضو کی برکت سے پہچان لیں گے کیونکہ وضو کی برکت سے ان کے اعضاء چمک رہے ہوں گے اور اس سے آپ ﷺ ان کو پہچان کر اپنے حوض پر پلائیں گے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میرے پاس حوض پر آئے گی اور میں اسی طرح (دوسرے) لوگوں کو اس (حوض) سے دور ہٹاؤں گا جیسے ایک آدمی دوسرے آدمی کے اونٹوں کو اپنے اونٹوں سے ہٹاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! کیا آپ ہمیں پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا:

(نَعَمْ لَكُمْ سِيمَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ

محمد سلیمان

الْوُضُوءِ.) (صحيح مسلم: 582)

''ہاں! تمہاری ایک نشانی ہوگی جو تمہارے سوا کسی اور کی نہیں ہوگی، تم میرے پاس وضو کے اثرات سے روشن چہرے اور چمکدار ہاتھ پاؤں کے ساتھ آؤ گے۔''

سب سے پہلے جام کوثر پینے والے خوش نصیب: سب سے پہلے فقراء مہاجرین کو حوض کوثر کا پانی پینے کی سعادت نصیب ہوگی۔ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(حَوْضِي مِنْ عَدَنَ إِلَى عَمَّانَ الْبَلْقَاءِ، مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، وَأَكَاوِيبُهُ عَدَدُ نُجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شُرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا، أَوَّلُ النَّاسِ وُرُودًا عَلَيْهِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ الشُّعْثُ رُءُوسًا الدُّنْسُ ثِيَابًا الَّذِينَ لَا يَنْكِحُونَ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَلَا تُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ.) (سنن ترمذی: 2444)

''میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا عدن سے (اردن والے) عمان تک کا فاصلہ ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، اس کے پیالے آسمان کے تاروں کی تعداد کے برابر ہیں، اس سے جو ایک مرتبہ پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا، سب سے پہلے اس پر فقراء مہاجرین پہنچیں گے، جن کے سر دھول سے اٹے ہوں گے اور ان کے کپڑے میلے کچیلے ہوں گے، جو نازو نعم عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے اور نہ ان کے لیے جاہ و منزلت کے دروازے کھولے جاتے۔''

اس کے علاوہ ہر موحد مؤمن اور نیک صالح شخص کو حوض کوثر کا پانی پینا نصیب ہوگا۔

اہل یمن کا اعزاز: قارئین کرام! روز قیامت جب حوض کوثر پر امت کا بہت زیادہ ہجوم ہوگا تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کو دور ہٹائیں گے تاکہ یمن والے آرام سے جام کوثر نوش کر لیں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

(إِنِّي لَبِعُقْرِ حَوْضِي أَذُودُ عَنْهُ لِأَهْلِ الْيَمَنِ أَضْرِبُ بِعَصَايَ حَتَّى يَرْفَضَّ عَلَيْهِمْ.) (مسند احمد: 22426)

''قیامت کے دن میں اپنے حوض کے پچھلے حصے میں ہوں گا اور اہل یمن کیلئے لوگوں کو ہٹا رہا ہوں گا اور انہیں اپنی لاٹھی سے ہٹاؤں گا یہاں تک کہ وہ چھٹ جائیں گے۔''

حوض کوثر سے محروم لوگ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَذُودَنَّ رِجَالًا عَنْ حَوْضِي، كَمَا تُذَادُ الْغَرِيبَةُ مِنَ الْإِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ.) (صحيح بخاري: 2367)

''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں (قیامت کے دن) اپنے حوض سے کچھ لوگوں کو اس طرح ہانک دوں گا جیسے اجنبی اونٹ حوض سے ہانک دیے جاتے ہیں۔''

یہ لوگ کون ہوں گے؟ اس کی وضاحت ایک اور حدیث میں موجود ہے کہ یہ بدعتی ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

(لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ الْحَوْضَ رِجَالٌ مِمَّنْ صَاحَبَنِي، حَتَّى إِذَا رَأَيْتُهُمْ وَرُفِعُوا إِلَيَّ

اخْتُلِجُوا دُونِي، فَلَأَقُولَنَّ: أَيْ رَبِّ أُصَيْحَابِي، أُصَيْحَابِي، فَلَيُقَالَنَّ لِي: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ.)

''حوض پر میرے ساتھیوں میں سے کچھ آدمی آئیں گے حتی کہ جب میں انہیں دیکھوں گا اور ان کو میرے سامنے کیا جائے گا تو انہیں مجھ (تک پہنچنے) سے پہلے اٹھا لیا جائے گا، میں زور دے کر کہوں گا: اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں، میرے ساتھی ہیں، تو مجھ سے کہا جائے گا۔ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کون سی بدعتیں ایجاد کر لیں۔'' (صحیح مسلم: 5996)

ایک روایت کے مطابق یہ وہ لوگ ہوں گے جو اسلام سے مرتد ہوئے ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

(أَنَا عَلَى حَوْضِي أَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ، فَيُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِنْ دُونِي فَأَقُولُ أُمَّتِي. فَيَقُولُ لَا تَدْرِي، مَشَوْا عَلَى الْقَهْقَرَى.)

''(قیامت کے دن) میں حوض کوثر پر ہوں گا اور اپنے پاس آنے والوں کا انتظار کرتا رہوں گا پھر (حوض کوثر) پر کچھ لوگوں کو مجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی گرفتار کر لیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ یہ تو میری امت کے لوگ ہیں۔ جواب ملے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ یہ لوگ الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔'' (صحیح بخاری: 7048)

ابن ابی ملیکہ اس حدیث کو روایت کرتے وقت دعا کرتے تھے کہ: (اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ.) ''اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم الٹے پاؤں پھر جائیں یا فتنے میں پڑ جائیں۔'' (صحیح بخاری: 7048)

اسی طرح وہ لوگ بھی حوض کوثر سے محروم ہوں گے جو ظالم حکمرانوں کے جھوٹ پر ان کی تصدیق کرتے ہیں اور ظلم پر ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

(أُعِيذُكَ بِاللّٰهِ يَا كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ مِنْ أُمَرَاءَ يَكُونُونَ مِنْ بَعْدِي، فَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ فَصَدَّقَهُمْ فِي كَذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ، وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ أَوْ لَمْ يَغْشَ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ فِي كَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ.)

''اے کعب بن عجرہ! میں تمہیں اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں ایسے امراء و حکام سے جو میرے بعد ہوں گے، جو ان کے دروازے پر گیا اور ان کے جھوٹ کی تصدیق کی، اور ان کے ظلم پر ان کا تعاون کیا، تو وہ نہ مجھ سے ہے اور نہ میں اس سے ہوں اور نہ وہ حوض پر میرے پاس آئے گا۔ اور جو کوئی ان کے دروازے پر گیا یا نہیں گیا لیکن نہ جھوٹ میں ان کی تصدیق کی، اور نہ ہی ان کے ظلم پر ان کی مدد کی، تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ وہ عنقریب حوض کوثر پر میرے پاس آئے گا۔'' (سنن ترمذی: 614)

اسی طرح دو گمراہ فرقے قدریہ اور مرجئہ بھی حوض کوثر سے محروم ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

(صِنْفَانِ من أُمَّتِي لَا يَرِدَانِ عَلَيَّ الْحَوْضَ: الْقَدَرِيَّةُ وَالْمُرْجِئَةُ.)

''میری امت کے دو قسم کے لوگ حوض کوثر پر نہیں آ سکیں گے: قدریہ اور مرجئہ۔'' (سلسلۃ الصحیحۃ: 2619)

حوض کوثر سے کتنے لوگ سیراب ہوں گے؟

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

(إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا، وَإِنَّهُمْ يَتَبَاهَوْنَ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ وَارِدَةً، وَإِنِّي أَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً.) (سنن ترمذی: 2443)

''قیامت کے روز ہر نبی کے لیے ایک حوض ہوگا اور وہ آپس میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے کہ کس کے حوض پر پانی پینے والے زیادہ جمع ہوتے ہیں، اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر (اللہ کے فضل سے) سب سے زیادہ لوگ جمع ہوں گے۔''

سیدنا زید بن ارقم بیان کرتے ہیں کہ:

(كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا أَنْتُمْ بِجُزْءٍ مِّنْ مِئَةِ أَلْفِ جُزْءٍ مِمَّنْ يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ مِنْ أُمَّتِي كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: سَبْعَ مِئَةٍ أَوْ ثَمَانِ مِئَةٍ.)

''ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ایک جگہ اترے تو میں نے سنا آپ فرما رہے تھے: میری امت میں سے جو لوگ میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے تم ان کا ایک لاکھواں حصہ بھی نہیں ہو۔ (زید بن ارقم سے پوچھا گیا کہ) اس دن تم کتنے تھے؟ زید نے کہا: سات یا آٹھ سو۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: 1503)

حوض کوثر پر رش: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لَتَزْدَحِمَنَّ هَذِهِ الْأُمَّةُ عَلَى الْحَوْضِ ازْدِحَامَ إِبِلٍ وَرَدَتْ لِخَمْسٍ.) (صحیح الجامع: 5068)۔ یہ امت ضرور حوض کوثر پر رش کرے گی ان اونٹوں کی طرح جن کو چار دن پانی پینے سے روک کر پانچویں دن اجازت دی جائے۔

قارئین کرام! اگر اونٹوں کے ریوڑ کو چار دن پانی سے روک کر پانچویں دن پانی پینے کی اجازت دی جائے تو حوض پر اونٹوں کا کس قدر ہجوم ہوگا؟ اور وہ پانی حاصل کرنے کے لیے کس قدر کوشش کریں گے؟ بالکل اسی طرح یہ امت بھی حوض کوثر کو حاصل کرنے کے لیے ازدحام کرے گی اور کوشش کرے گی جس سے حوض کوثر پر رش پیدا ہو جائے گی۔

حوض کوثر کے حصول کے لیے دعا کرنا: قارئین کرام! ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالی کے حضور یہ دعا کرتا رہے کہ اللہ رب العالمین اسے اپنے نبی کے حوض سے یہ جام نصیب فرمائے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(لَقَدْ تَرَكْتُ بِالْمَدِينَةِ لَعَجَائِزَ يُكْثِرْنَ أَنْ يَسْأَلْنَ اللّٰهَ أَنْ يُورِدَهُنَّ حَوْضَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.)

میں نے مدینہ میں ایسی بوڑھی عورتوں (صحابیات) کو کثرت سے یہ دعا کرتے ہوئے پایا ہے کہ اللہ تعالی انہیں حوض کوثر کا جام نصیب فرمائے۔ (مسند ابی یعلی: 3355)

☆☆☆

حوض کوثر پر کچھ لوگ آئیں گے، نبی کریم ﷺ انہیں دیکھیں گے لیکن پھر انہیں وہاں سے دور کر دیا جائے گا۔ نبی ﷺ دریافت فرمائیں گے کہ یا رب یہ تو میرے امتی ہیں، کہا جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے بعد بدعات ایجاد کر لی تھیں

آزادیٔ نسواں کا فریب

اسلام نے عورت کی عزت کو گھر کی چاردیواری کے اندر محفوظ کیا جبکہ مغرب نے اسے برسر بازار لا کر رسوا کیا

قرآنِ کریم کی تعلیمات اور رسولِ کریم ﷺ کی ہدایات سے کسی ادنیٰ شبہے کے بغیر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ درحقیقت انسانی زندگی دو مختلف شعبوں پر منقسم ہے: ایک گھر کے اندر کا شعبہ ہے اور ایک گھر کے باہر کا۔ یہ دونوں شعبے ایسے ہیں کہ ان دونوں کو ساتھ لیے بغیر ایک متوازن اور معتدل زندگی نہیں گزاری جاسکتی۔ گھر کا انتظام بھی ضروری ہے اور گھر کے باہر کا انتظام، یعنی کسب معاش اور روزی کمانے کا انتظام بھی ضروری۔ جب دونوں کام ایک ساتھ اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک ٹھیک چلیں گے تب انسان کی زندگی استوار ہوگی اور اگر ان میں سے ایک انتظام بھی ختم ہوگیا یا ناقص ہوگیا تو اس سے انسان کی زندگی میں توازن ختم ہوجائے گا۔

مرد اور عورت کے درمیان تقسیم کار: ان دونوں شعبوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ تقسیم فرمائی کہ مرد کے ذمے گھر کے باہر کے کام لگائے، مثلاً کسب معاش اور روزی کمانے کا کام اور سیاسی اور سماجی کام وغیرہ؛ یہ سارے کام درحقیقت مرد کے ذمے عائد کیے ہیں۔ جبکہ گھر کے اندر کا شعبہ اللہ اور اس کے رسول نے عورتوں کے حوالے کیا ہے کہ وہ اس کو سنبھال لیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم آجاتا کہ عورت باہر کا انتظام کرے گی اور مرد گھر کا انتظام کرے گا، تو بھی کوئی چوں وچراں کی مجال نہیں تھی۔ لیکن اگر عقل کے ذریعے انسان کی فطری تخلیق کا جائزہ لیں تو بھی اس کے سوا اور کوئی انتظام نہیں ہوسکتا کہ مرد گھر کے باہر کا کام کرے اور عورت گھر کے اندر کا کام کرے، اس لیے کہ مرد اور عورت کے درمیان اگر تقابل کر کے دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ جسمانی قوت جتنی مرد میں ہے، اتنی عورت میں نہیں اور کوئی شخص بھی اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مرد میں عورت کی نسبت جسمانی قوت زیادہ رکھی ہے، اور گھر کے باہر کے کام قوت اور محنت کا تقاضا کرتے ہیں۔ وہ کام قوت اور محنت کے بغیر انجام نہیں دیئے جاسکتے۔ لہٰذا اس فطری تخلیق کا بھی تقاضا یہی تھا کہ گھر کے باہر کا کام مرد انجام دے، اور گھر کے اندر کے کام عورت کے سپرد ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کو براہِ راست خطاب فرماتے ہوئے ان کے واسطے سے ساری مسلمان خواتین سے خطاب فرمایا:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ .....﴾ (سورة الاحزاب)

''یعنی تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو۔''

اس میں صرف اتنی بات نہیں کہ عورت کو ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نہیں جانا چاہیے بلکہ اس آیت میں ایک بنیادی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے، وہ یہ کہ ہم نے عورت کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ گھر میں قرار سے رہ کر گھر کے انتظام کو سنبھالے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے درمیان یہ تقسیم کار فرما رکھی تھی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ گھر کے باہر کے کام انجام دیتے اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا گھر کے اندر کا انتظام سنبھالتیں۔ چنانچہ گھر میں جھاڑو دیتیں، چکی چلا کر آٹا پیستیں، پانی بھرتیں اور کھانا پکاتیں۔

ذوالفقار علی

عورت کو کس لالچ پر گھر سے باہر نکالا گیا؟ لیکن جس ماحول میں معاشرے کی پاکیزگی کوئی قیمت نہ رکھتی ہو، اور جہاں عفت وعصمت کے بجائے اخلاق باختگی اور حیا سوزی کو منتہائے مقصود سمجھا جاتا ہو، ظاہر ہے کہ وہاں اس تقسیم کار اور پردہ وحیا کو نہ صرف غیر ضروری بلکہ راستے کی رکاوٹ سمجھا جائے گا۔ چنانچہ جب مغرب میں تمام اخلاقی اقدار سے آزادی کی ہوا چلی تو مرد نے عورت کے گھر میں رہنے کو اپنے لیے دوہری مصیبت سمجھا۔ ایک طرف تو اس کی ہوسناک طبیعت عورت کی کوئی ذمہ داری قبول کیے بغیر قدم قدم پر اس سے لطف اندوز ہونا چاہتی تھی، اور دوسری طرف وہ اپنی قانونی بیوی کی معاشی کفالت کو بھی ایک وجہ تصور کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے دونوں مشکلات کا جو عیارانہ حل نکالا، اس کا خوبصورت اور معصوم نام 'تحریکِ آزادیٔ نسواں' ہے۔ عورت کو یہ پڑھایا گیا کہ تم اب تک گھر کی چاردیواری میں قید رہی ہو، اب آزادی کا دور ہے اور تمہیں اس قید سے باہر آکر مردوں کے شانہ بشانہ زندگی کے ہر کام میں حصہ لینا چاہیے۔ اب تک تمہیں حکومت و سیاست کے ایوانوں سے بھی محروم رکھا گیا ہے، اب تم باہر آکر زندگی کی جدوجہد میں برابر کا حصہ لو تو دنیا بھر کے اعزازات اور اونچے اونچے مناصب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

عورت بے چاری دل فریب نعروں سے متاثر ہو کر گھر سے باہر آگئی اور پروپیگنڈے کے تمام وسائل کے ذریعے شور مچا مچا کر اسے یہ باور کرا دیا گیا کہ اسے صدیوں کی غلامی کے بعد آج آزادی ملی ہے، اور اب اس کے رنج ومحن کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ ان دل فریب نعروں کی آڑ میں عورت کو گھسیٹ کر سڑکوں پر لایا گیا، اسے دفتروں میں کلرکی عطا کی گئی، اسے اجنبی مردوں کی پرائیویٹ سیکرٹری کا 'منصب' بخشا گیا، اسے 'اسٹینو ٹائپسٹ' بننے کا اعزاز دیا گیا۔ اسے تجارت چمکانے کے لیے 'سیلز گرل' اور 'ماڈل گرل' بننے کا شرف بخشا گیا، اور اس کے ایک ایک عضو کو برسر بازار رُسوا کر کے گاہکوں کو دعوت دی گئی کہ آؤ اور ہم سے مال خریدو، یہاں تک کہ وہ عورت جس کے سر پر دین فطرت نے عزت وآبرو کا تاج رکھا تھا اور جس کے گلے میں عفت وعصمت کے ہار ڈالے تھے، تجارتی اداروں کے لیے ایک شو پیس اور مرد کی تھکن دور کرنے کے لیے ایک تفریح کا سامان بن کر رہ گئی!!

آج ہر گھٹیا کام عورت کے سپرد ہے: نام یہ لیا گیا کہ عورت کو 'آزادی' دے کر سیاست وحکومت کے ایوان اس کے لیے کھولے جا رہے ہیں، لیکن ذرا جائزہ لے کر تو دیکھئے کہ اس عرصے میں خود مغربی ممالک کی کتنی عورتیں صدر یا وزیر اعظم بن گئیں؟ کتنی خواتین کو جج بنایا گیا؟ کتنی عورتوں کو دوسرے بلند مناصب کا اعزاز نصیب ہوا؟ اعداد وشمار جمع کیے جائیں تو ایسی عورتوں کا تناسب بمشکل چند فی لاکھ ہوگا۔ ان گنی چنی خواتین کو کچھ مناصب دینے کے نام پر باقی لاکھوں عورتوں کو جس بیدردی کے ساتھ سڑکوں اور بازاروں میں گھسیٹ کر لایا گیا ہے، وہ 'آزادیٔ نسواں' کے فراڈ کا المناک ترین پہلو ہے۔ آج یورپ اور امریکہ میں جا کر دیکھئے تو دنیا بھر کے تمام نچلے درجے کے کام عورت کے سپرد ہیں۔ ریستورانوں میں کوئی مرد ویٹر شاذ ونادر ہی کہیں نظر آئے گا، ورنہ یہ خدمات تمام تر عورتیں انجام دے رہی ہیں۔ ہوٹلوں میں مسافروں کے کمرے صاف کرنے، ان کے بستر کی چادریں بدلنے اور 'روم اٹنڈنٹ' کی خدمات تمام تر عورتوں کے سپرد ہیں۔ دکانوں پر مال بیچنے کے لیے مرد خال خال نظر آئیں گے، یہ کام بھی

عورتوں ہی سے لیا جا رہا ہے۔ دفاتر کے استقبالیوں پر عام طور پر عورتیں ہی تعینات ہیں۔ بیرے سے لے کر کلرک تک کے تمام 'مناصب' زیادہ تر اسی صنفِ نازک کے حصے میں آئے ہیں جسے 'گھر کی قید' سے آزادی' عطا کی گئی ہے۔

نئی تہذیب کا عجیب فلسفہ: پروپیگنڈے کی قوتوں نے یہ عجیب وغریب فلسفہ ذہنوں پر مسلط کر دیا ہے کہ عورت اگر اپنے گھر میں اپنے اور اپنے شوہر، اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں اور اولاد کے لیے خانہ داری کا انتظام کرے تو یہ قید اور ذلت ہے، لیکن وہی عورت اجنبی مردوں کے لیے کھانا پکائے، ان کے کمروں کی صفائی کرے، ہوٹلوں اور جہازوں میں ان کی میزبانی کرے، دکانوں پر اپنی مسکراہٹوں سے گاہکوں کو متوجہ کرے اور دفاتر میں اپنے افسروں کی ناز برداری کرے تو یہ 'آزادی' اور 'اعزاز' ہے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

پھر ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ عورت کسبِ معاش کے لیے آٹھ آٹھ گھنٹے کی یہ سخت اور ذلت آمیز ڈیوٹیاں ادا کرنے کے باوجود اپنے گھر کے کام دھندوں سے اب بھی فارغ نہیں ہوئی۔ گھر کی تمام خدمات آج بھی پہلے کی طرح اسی کے ذمے ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں اکثریت ان عورتوں کی ہے جن کو آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی دینے کے بعد اپنے گھر پہنچ کر کھانا پکانے، برتن دھونے اور گھر کی صفائی کا کام بھی کرنا پڑتا ہے۔

کیا نصف آبادی عضوِ معطل ہے؟ عورتوں کو گھر سے باہر نکالنے کے لیے آج کل ایک چلتا ہوا استدلال یہ پیش کیا جاتا ہے کہ ہم اپنی نصف آبادی کو عضوِ معطل بنا کر قومی تعمیر وترقی کے کام میں نہیں ڈال سکے۔ یہ بات اس شان سے کہی جاتی ہے کہ گویا ملک کے تمام مردوں کو کسی نہ کسی کام پر لگا کر مردوں کی حد تک 'مکمل روزگار' کی منزل حاصل کر لی گئی ہے۔ اب نہ صرف یہ کہ کوئی مرد بے روزگار نہیں رہا بلکہ ہزارہا کام 'مین پاور' کے انتظار میں ہیں۔

یہ بات ایک ایسے ملک میں کہی جا رہی ہے جہاں اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل مرد سڑکوں پر جوتیاں چٹخاتے پھر رہے ہیں، جہاں کوئی چپڑاسی یا ڈرائیور کی آسامی نکلتی ہے تو اس کے لیے دسیوں گریجوایٹ اپنی درخواستیں پیش کر دیتے ہیں اور اگر کوئی کلرک کی جگہ نکلتی ہے تو اس کے لیے دسیوں ماسٹر اور ڈاکٹر تک کی ڈگریاں رکھنے والے اپنی درخواستیں پیش کر دیتے ہیں۔ پہلے مردوں کی 'نصف آبادی' ہی کو ملکی تعمیر وترقی کے کام میں پورے طور پر لگا لیجیے۔ اس کے بعد باقی نصف آبادی کے بارے میں سوچیے کہ وہ عضوِ معطل ہے یا نہیں؟

آج فیملی سسٹم تباہ ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ نے عورت کو گھر کی ذمہ دار بنایا تھا، گھر کی منتظمہ بنایا تھا کہ وہ خاندانی نظام استوار رکھ سکے، لیکن جب وہ گھر سے باہر آ گئی تو یہ ہوا کہ باپ بھی باہر اور ماں بھی باہر، اور بچے اسکول میں یا نرسری میں، اور گھر پر تالا پڑ گیا، اب وہ فیملی سسٹم تباہ اور برباد ہو کر رہ گیا۔

عورتوں کی بے لگام آزادی سے مغرب میں آج فیملی سسٹم تباہ ہو چکا ہے، نچلے درجے کے تمام کام عورت کے سپرد ہیں، تجارتی اداروں کے لیے وہ ایک شوپیس اور مرد کے لیے ایک تفریح کا سامان بن کر رہ گئی ہے

عورت کو تو اس لیے بنایا تھا کہ جب وہ گھر میں رہے گی تو گھر کا انتظام بھی کرے گی اور بچے اس کی گود میں تربیت پائیں گے، ماں کی گود بچے کی سب سے پہلی تربیت گاہ ہوتی ہے۔ وہیں سے وہ اخلاق وکردار سیکھتے ہیں، وہیں سے زندگی گزارنے کے صحیح طریقے سیکھتے ہیں، لیکن آج مغربی معاشرے میں فیملی سسٹم تباہ ہو کر رہ گیا ہے، بچوں کو ماں اور باپ کی شفقت میسر نہیں، اور جب عورت دوسری جگہ کام کر رہی ہے اور مرد دوسری جگہ کام کر رہا ہے اور دونوں کے درمیان دن بھر میں کوئی رابطہ نہیں، اور دونوں جگہ پر آزاد سوسائٹی کا ماحول ہے، بسا اوقات ان دونوں میں آپس کا رشتہ کمزور پڑ جاتا اور ٹوٹنے لگتا ہے اور اس کی جگہ ناجائز رشتے پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے طلاق تک نوبت پہنچتی ہے اور گھر برباد ہو جاتا ہے۔

اگر یہ باتیں صرف میں کہتا تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ سب باتیں آپ تعصب کی بنا پر کہہ رہے ہیں لیکن اب سے چند سال پہلے سوویت یونین کے آخری صدر 'میخائل گورباچوف' نے ایک کتاب لکھی ہے.......... پروسٹرائیکا، آج یہ کتاب ساری دنیا میں مشہور ہے اور شائع شدہ شکل میں موجود ہے، اس کتاب میں گورباچوف نے 'عورتوں کے بارے میں' (Status of Women) کے نام سے ایک باب قائم کیا ہے، اس میں اس نے صاف اور واضح لفظوں میں یہ بات لکھی ہے کہ ''ہماری مغرب کی سوسائٹی میں عورت کو گھر سے باہر نکالا گیا اور اس کو گھر سے باہر نکالنے کے نتیجے میں بے شک ہم نے کچھ معاشی فوائد حاصل کیے اور پیداوار میں کچھ اضافہ ہوا، اس لیے کہ مرد بھی کام کر رہے ہیں اور عورتیں بھی کام کر رہی ہیں، لیکن پیداوار کے زیادہ ہونے کے باوجود اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہو گیا اور اس فیملی سسٹم کے تباہ ہونے کے نتیجے میں ہمیں جو نقصان اُٹھانے پڑے ہیں، وہ نقصانات اُن فوائد سے زیادہ ہیں جو پروڈکشن کے اضافے کے نتیجے میں ہمیں حاصل ہوئے۔ لہٰذا میں اپنے ملک میں 'پروسٹرائیکا' کے نام سے ایک تحریک شروع کر رہا ہوں، اس میں میرا ایک بڑا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ عورت جو گھر سے باہر نکل چکی ہے، اس کو واپس گھر میں کیسے لایا جائے؟ اس کے طریقے سوچنے پڑیں گے، ورنہ جس طرح ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہو چکا ہے، اسی طرح ہماری پوری قوم بھی تباہ ہو جائے گی۔''

☆☆☆

آپ بھی لکھیں

معزز قارئین!

ہفت روزہ اہل حدیث آپ کا پسندیدہ رسالہ ہے جو ہر ہفتے باقاعدگی سے آپ کو مل رہا ہے اور قرآن وحدیث کی دعوت کو عام کرنے کے لیے اہم کردار ادا کر رہا ہے............ اگر آپ کو لکھنے پڑھنے سے شغف ہے تو آپ بھی ہفت روزہ اہل حدیث کے لیے لکھیں۔

ہم آپ کی تحریر کو ہفت روزہ کی زینت بنانے کی کوشش کریں گے اور جہاں نوک پلک درست کرنے کی ضرورت ہوگی، اسے خود ہی درست کر لیں گے۔ آپ کی تحریر کاغذ کے ایک جانب اور خوش خطی کے ساتھ ہونی چاہیے۔

مزید معلومات کے لیے 0333-5333266 پر فون کریں............ (ادارہ)

ظلم......ایک خطرناک اور گھناؤنا جرم

مظلوم کی بد دعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں، وہ فوراً قبول ہو جاتی ہے

معاشرے کی ایک برائی ظلم ہے اور یہ برائی بروقت سر چڑھ کر بول رہی ہے اور ایسا بھی نہیں کہ کسی ایک علاقے کا یہ مسئلہ ہے، عصر حاضر میں ظلم ایک بیماری بن کر رہ گیا ہے۔ آج ہر مضبوط اپنے سے کمزور کو ستانے کے در پے ہے، یتیموں، بیواؤں، غریبوں اور بے کسوں کا جینا تک دو بھر کر رکھا ہے۔ ہر کس و نا کس اسے ایک معمولی جرم سمجھ بیٹھا ہے، حالانکہ ظلم کوئی معمولی جرم نہیں بلکہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی نگاہ میں ظلم خطرناک اور موذی جرم ہے اور یہ صرف مسلمانوں کے نزدیک گناہ تصور نہیں کیا جاتا بلکہ مسلم ہو یا غیر مسلم، اسے ہر کوئی گناہ تصور کرتا ہے۔ جہاں مسلمانوں کی کتابوں میں اسے گناہ تسلیم کیا گیا ہے وہیں ہندوؤں اور دیگر مذہبی کتابوں میں بھی اسے گناہ کہا گیا ہے۔

ظلم کی خطرناکی کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ جھوٹ، غیبت، چغلی، چوری، استہزاء و مذاق اور بدگمانی وغیرہ سب حرام ہیں اور ان سب سے اللہ پاک ہے لیکن ان میں سے کسی کے بارے یہ نہیں کہا کہ میں نے ان کو اپنے اوپر حرام کر رکھا ہے لیکن ظلم کے متعلق بقول رسول ﷺ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ”میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے، اور اسے میں نے تمہارے مابین بھی حرام کر دیا ہے پس تم آپس میں ظلم نہ کرو۔“ [صحیح مسلم: ۲۵۷۷]

پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر ظلم حرام کر رکھا ہے حالانکہ ظلم جیسے جرم کا ارتکاب اللہ تعالیٰ سے محال اور ناممکن ہے کیوں کہ جب ساری چیزوں کا خالق، مالک وہی ہے، ساری چیزیں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں تو پھر ظلم کس بات کا، اگر وہ ہم سے اپنا دیا ہوا سامان واپس لے لے تو بھی وہ ظالم نہیں قرار پائے گا، اس کی چیز تھی اس نے لے لی۔ عبادت وہ چیز ہے کہ اس کی بابت صرف انسان اور جنات سے پوچھ گچھ ہوگی لیکن ظلم ایک ایسا گناہ ہے جس کی بابت حیوانوں سے بھی پوچھ تاچھ ہوگی، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”تم قیامت کے دن حقداروں کے حق ادا کرو گے، یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا (گو کہ جانوروں کو عذاب و ثواب نہیں لیکن قصاص ضرور ہوگا۔“ [صحیح مسلم: ۲۵۸۲]

پتہ چلا کہ انسانوں کی طرح بروز قیامت حیوانوں کو بھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور ظلم کے معاملے میں حیوانوں سے بھی پوچھا جائے گا اور گو اس روایت میں بکری کا لفظ آیا ہے لیکن بکری ہی کا ہونا کوئی ضروری نہیں یہ تو ایک مثال ہے، اس میں ہر جانور شامل ہے، کسی بھی جانور نے کسی جانور کو تکلیف دی ہو گی تو اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا ہوگا۔

ظلم کی قباحت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ مظلوم کی بد دعا رائیگاں نہیں جاتی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین دعاؤں کی قبولیت میں شک نہیں ① باپ کی دعا ② مسافر کی دعا اور ③ مظلوم کی دعا۔ [ابی داؤد: ۱۵۳۶] اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے ہوئے جہاں بہت ساری وصیتیں کی تھیں وہیں ایک بات بھی کہی تھی کہ:

(وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ.) [صحیح بخاری: ۱۴۹۶]

محمد رضوان

”اور مظلوم کی بد دعا سے بچو کیوں کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔“

پتہ چلا کہ ظلم یہ بہت بڑا جرم ہے اور ظلم کی کئی قسمیں ہیں، مثلاً کسی کو ناحق مارنا، ستانا یا کسی کی جائیداد غصب کر لینا وغیرہ حتیٰ کہ آپ نے کسی کا مذاق اڑایا تو یہ بھی ظلم ہے، آپ نے کسی پر تہمت لگا دی تو یہ بھی ظلم ہے اور ہر ایک کا انجام بہت برا ہے۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ”اہل کوفہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سعد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور عمار رضی اللہ عنہ کو ان کا حاکم بنا دیا، ان لوگوں نے (سعد کی کئی) شکایتیں کیں یہاں تک کہ بیان کیا کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھتے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا بھیجا اور کہا کہ اے ابو اسحاق! یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم نماز اچھی طرح نہیں پڑھتے، کہا سنو! اللہ کی قسم! ان کے ساتھ میں ویسی ہی نماز ادا کرتا ہوں جیسے اللہ کے رسول ﷺ کی نماز ہوتی تھی، چنانچہ پہلی دو رکعتوں میں زیادہ دیر لگاتا تھا اور اخیر کی دو رکعت میں تخفیف کرتا ہوں، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابو اسحاق! تم سے یہی امید تھی، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص یا چند لوگوں کو سعد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کوفہ بھیجا تاکہ وہ کوفہ والوں سے سعد رضی اللہ عنہ کی بابت پوچھیں (چنانچہ وہ گئے) اور انہوں نے کوئی مسجد نہیں چھوڑی کہ جس میں سعد رضی اللہ عنہ کی کیفیت نہ پوچھی ہو اور سب لوگ ان کی عمدہ تعریف کرتے رہے یہاں تک کہ بنی عبس کی مسجد میں گئے تو ان میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا، اس کو اسامہ بن قتادہ کہتے تھے، کنیت اس کی ابو سعدہ تھی، اس نے کہا کہ سنو! جب تم نے ہمیں قسم دلائی تو مجبور ہو کر میں کہتا ہوں کہ سعد لشکر کے ہمراہ جہاد کو خود نہ جاتے تھے اور غنیمت کی تقسیم برابر نہ کرتے تھے اور کوئی مقدمہ انصاف کے ساتھ حل نہیں کرتے تھے، سعد (یہ سن کر) کہنے لگے کہ دیکھ! میں تین بد دعائیں تجھ کو دیتا ہوں اے اللہ! اگر یہ تیرا بندہ جھوٹا ہو، نمود و نمائش کے لیے اس وقت کھڑا ہوا ہو تو اس کی عمر بڑھا دے اور اس کو فقر میں مبتلا کر اور اس کو فتنوں میں مبتلا کر دے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کے بعد جب اس سے (اس کا حال) پوچھا جاتا تو کہتا: ایک بڑی عمر والا بوڑھا ہوں، فتنوں میں مبتلا مجھے سعد رضی اللہ عنہ کی بد دعا لگ گئی، عبدالملک کہتے ہیں کہ میں نے اس کو دیکھا ہے، اس کے دونوں ابرو اس کی آنکھوں پر بڑھاپے کی وجہ سے جھکے ہوئے ہیں، وہ راستوں میں لڑکیوں کو چھیڑتا اور ان پر دست درازی کرتا ہے۔“ [صحیح بخاری: ۷۵۵، صحیح مسلم: ۴۵۳]

فرعون بہت بڑا ظالم و جابر بادشاہ تھا، ویسے تو یہ کمزوروں پر کافی ظلم ڈھاتا لیکن اس کے ظلم کی داستان اس وقت بڑھی جب اس نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ بھڑکی جو مصر کے ہر ہر قبطی کے گھر میں گھس گئی اور بنی اسرائیل کے مکانات میں وہ نہیں گئی اور اس کی تعبیر یہ بتا دی گئی کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں اس کا غرور ٹوٹے گا، الوہیت کے دعویٰ کی اسے بدترین سزا ملے گی، یہ تعبیر سنتے ہی، اس ملعون نے چاروں طرف احکام جاری کر دیئے کہ بنی اسرائیل میں جو بچہ بھی پیدا ہو، سرکاری طور سے اس کی دیکھ بھال رکھی جائے، اگر لڑکا ہو تو فوراً مار ڈالا جائے اور لڑکی ہو تو چھوڑ دی جائے، اس کے اس ظلم کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بایں انداز کھینچا ہے:

﴿وَ اِذْ نَجَّیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ﴾ [البقرة: ۴۹]

"اور جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی جو تمہیں بدترین عذاب دیتے تھے جو تمہارے لڑکوں کو ذبح کردیتے اور تمہاری عورتوں کو چھوڑ دیتے تھے، اس میں تمہارے رب کی بڑی آزمائش تھی۔"

حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے جب اس کی اصلاح کے لیے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون کو اسکے پاس بھیجا تو اس نے نہ صرف یہ کہ انکار کردیا بلکہ اس نے رب ہونے کا دعویٰ بھی کر دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴾
"کہا کہ میں تمہارا سب سے اعلیٰ رب ہوں۔"[النازعات:۱۵]

پھر اس پر اللہ کا عذاب آیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
﴿فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى ۝۲۵ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى﴾[النازعات:۲۵۔۲۶]
"تو اللہ نے اسے دنیوی و اخروی عذاب میں گرفتار کرلیا، اس میں ڈرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔"

اور بطور عذاب اللہ تعالیٰ نے اسے قحط سالی میں مبتلا کردیا، کھیتیاں کم آئیں، قحط سالیاں پڑ گئیں، درختوں میں پھل کم لگے یہاں تک کہ ایک درخت میں ایک ہی کھجور لگی۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
﴿وَ لَقَدْ اَخَذْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ﴾[الاعراف:۱۳۰]
"ہم نے فرعون والوں کو مبتلا کیا قحط سالی میں اور پھلوں کی کم پیداواری میں، تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔"

اللہ تعالیٰ نے یہ عذاب انہیں صرف اس لیے دیا تھا کہ انہیں حقیقت کا پتہ چلے اور وہ سیدھے راستے پر آئیں لیکن سدھرنے کے بجائے اس قوم کا ظلم انتہا کو پہنچ گیا تو اسے دریا میں ڈبو کر ہلاک کردیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
﴿وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَ اَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ﴾[البقرة:۵۰]
"اور جب ہم نے تمہارے لیے دریا چیر (پھاڑ) دیا اور تمہیں اس سے پار کردیا اور فرعونیوں کو تمہاری نظروں کے سامنے اس میں ڈبو دیا۔"

مذکورہ واقعات کی روشنی میں اندازہ لگائیے کہ ظلم کتنا خطرناک گناہ ہے، اگر مظلوم بددعا کردے تو اس کی بددعا رائیگاں نہیں جاتی، لہٰذا ظلم سے ہمیں ہر حال میں بچنا ہوگا۔ ذرا غور کرو کہ ایک سے بڑھ کر ایک آئے لیکن اللہ کی پکڑ سے انہیں کوئی بچا نہ سکا، ان کی ساری طاقت وقوت خاک میں مل گئی اور دنیا والوں کے لیے وہ نشان عبرت بن گئے اور یہ نہ سمجھو کہ ظلم صرف مومن پر حرام ہے بلکہ مومن ہو یا کافر سب پر حرام ہے، مظلوم کافر کی بھی بددعا قبول ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
(اتَّقُوا دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، وَإِنْ كَانَ كَافِرًا، فَإِنَّهُ لَيْسَ دُونَهَا حِجَابٌ.)
"مظلوم کی بددعا سے بچو اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ اس کے اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔"
[مسند احمد:۱۲۵۴۹، صحیح الجامع:۱۱۷]

بسا اوقات کچھ لوگوں کا اعتراض ہوتا ہے کہ دنیا میں بے شمار ظالم گھوم رہے ہیں لیکن ان پر اللہ کا عذاب کیوں نہیں آتا؟ یہ اعتراض بودہ اور بکواس ہے، یہ کوئی ضروری نہیں کہ گنہگار کو اللہ تعالیٰ علی الفور سزا دے بلکہ گناہ گاروں کو موقع فراہم کرنا اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہے، اللہ تعالیٰ اتمام حجت کے لیے انہیں مہلت دیتا ہے لیکن جب اس مہلت کا مطلب انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ کچھ نہیں ہونے والا اور اسی غلط فہمی میں آکر وہ ظلم وتعدی اور دیگر گناہوں کے کرنے میں ذرہ برابر خوف نہیں کھاتا تب اللہ تعالیٰ اس پر اپنی پکڑ کرتا ہے۔

جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ظالموں کو مہلت دیتا ہے مگر جب ان کی گرفت فرماتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا، اسکے بعد آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:
﴿وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾(ھود: 102)
"اس طرح تیرا رب ظالموں کی بستیوں کو پکڑتا ہے اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔"[صحیح بخاری:۴۶۸۶]

پتہ چلا کہ اللہ کی طرف سے ملنے والی ڈھیل اور مہلت سے کبھی دھوکے میں نہیں پڑنا کیوں کہ وہ جب پکڑتا ہے تو بہت سخت پکڑتا ہے۔ معاشرے میں اس کا معائنہ کرکے دیکھ لو، دیر سویر ہی سہی ہر ظالم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس کے کرتوت کا مزہ چکھا دیا ہے اور رہی بات آخرت کی تو وہ ابھی باقی ہے، یہ کوئی نہ سمجھے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے عذاب سے دوچار کردیا تو اب آخرت میں نجات مل گئی بلکہ اخروی عذاب سے بھی دو چار ہونا پڑے گا، اللہ کے سامنے بھی ہمیں جواب دہ ہونا پڑے گا، اس پر بے شمار دلیلیں ہیں، چند ملاحظہ ہوں:

بروز قیامت جب اللہ پوچھے گا تو وہاں ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ﴾ "ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔"[الحج:۷۱] اسی طرح جب ظالموں کو اللہ تعالیٰ سزا دے گا تو وہاں ان کے حق میں کوئی سفارش نہ کرے گا اور نہ ہی وہاں دوست کام آئے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾ "ظالموں کا کوئی دلی دوست ہوگا نہ سفارشی کہ جس کی بات مانی جائے گی۔"[غافر:۱۸]

اسی طرح ظلم بروز قیامت اندھیروں کا باعث ہوگا، ظالم کے سامنے ظلم اندھیرا بن کر آئے گا اور راستے کا روڑا بنے گا۔ جیسا اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:
(اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ.)
"تم ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہیں (ظلم کو قیامت کے دن بوجہ تاریکی اور اندھیرے کے راہ نہ ملے گی) اور تم بخیلی سے بچو کیونکہ بخیلی نے تم سے پہلے لوگوں کو تباہ کیا، بخیلی کی وجہ سے (مال کی طمع) انہوں نے خون کئے اور حرام کو حلال کیا۔"
[صحیح مسلم:۲۵۷۸]

حتیٰ کہ اللہ کے رسول ﷺ جب اپنی امت کے حق میں شفاعت کریں گے تو ظالموں تک آپ ﷺ کی شفاعت نہیں پہنچے گی، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خود اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:
(صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَنْ تَنَالَهُمَا شَفَاعَتِي: إِمَامٌ ظَلُومٌ غَشُومٌ وَكُلُّ غَالٍ مَارِقٍ.)
"میری امت کے دو قسم کے لوگوں کو میری سفارش نہ پہنچے گی ① ظلم اور غصب کرنے والا حاکم ② اور غلو والحاد کرنے والا شخص۔"[صحیح الجامع:۳۸۹۸] اسی طرح ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دے دی جائیں گی، اگر ظالم کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ ظالم کے سر ڈال دیئے جائیں گے۔

جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "جس کے پاس اپنے بھائی کے لیے ظلم ہو تو وہ اسے اس سے معاف کرالے، اس سے قبل کہ اس کے بھائی کے لیے اس کی نیکیاں لے لی جائیں اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس کے بھائی کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے کیوں کہ اس دن درہم و دینار نہ ہوں گے۔"[صحیح بخاری:۶۵۳۴]

☆☆☆

تحریک ختم نبوت میں علمائے اہل حدیث کا کردار

تحریک ختم نبوت کو مالی استحکام دینے کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ میاں فضل حق ؒ کو اس کا پہلا ناظم مالیات مقرر کیا

مولانا محمد یوسف انور

7 دسمبر 1974ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا اور اس طرح 90 سال بعد قادیانی فتنہ اپنے انجام کو پہنچا۔ اس مقصد کے لیے بڑی بڑی تحریکیں چلائی گئیں۔ بحمد اللہ! ہر تحریک میں اہل حدیث نے سرفہرست اور ہراوّل دستے کے طور پر کام کیا۔ آغا شورش کاشمیری نے اپنی زندگی کی آخری تصنیف ''تحریک ختم نبوت'' میں لکھا ہے: ''مرزا قادیانی کی سب سے پہلے سرکوبی کرنے والے مولانا محمد حسین بٹالوی اہل حدیث تھے، جنہوں نے جگہ جگہ مرزا قادیانی کا پیچھا کر کے اس کے مذموم عقائد اور دعاوی کو باطل ثابت کیا۔ انہوں نے اپنے استاذِ گرامی میاں نذیر حسین محدث دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر ایسے غلط عقائد اور دعوے کرنے والے شخص کے بارے میں کفر کا فتویٰ حاصل کیا، جب کہ دیگر مکاتب فکر ابھی سوچ بچار کر رہے اور مرزا کے گمراہ کن عقائد کے صغرے کبرے بنانے میں مصروف تھے۔ انہی دنوں سردارِ اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری نے قادیان جا کر مرزا قادیانی کو للکارا، لیکن اسے مولانا موصوف کا سامنا کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اس سلسلے میں قاضی محمد سلیمان منصور پوری ؒ اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ؒ کی تحریری اور تقریری کاوشوں کو کون نظر انداز کر سکتا ہے۔''

تقسیم ملک کے بعد 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا عبدالمجید سوہدروی، علامہ محمد یوسف کلکتوی، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا حکیم عبدالرحمان آزاد گوجرانوالہ، مولانا محمد عبداللہ گورداس پوری، مولانا عبدالرشید صدیقی ملتان، مولانا عبیداللہ احرار، حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری، حافظ محمد اسماعیل روپڑی اور حافظ عبدالقادر روپڑی جیسے بہت سے اس زمانے کے نامور علمائے اہل حدیث کا کردار سرفہرست تھا، جن میں سے بعض نے کئی ماہ تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

1954ء میں ملتان میں منعقد ہونے والی مرکزی کانفرنس کے دنوں میں مولانا محمد اسماعیل سلفی جیل میں تھے، اسی وجہ سے وہ کانفرنس میں شرکت نہ کر سکے تھے۔ اسی تحریک کے دوران میں فیصل آباد میں مولانا علی محمد صمصام، مولانا احمد دین گکھڑوی اور مولانا محمد صدیق کرپالوی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

اس وقت 1974ء کی تحریک ختم نبوت ہمارے پیش نظر ہے، جسے ہر سال ہمارے دوست یوم فتح کے طور پر مناتے اور زبان و قلم پر بھی زور و شور سے لاتے ہیں، لیکن اسے کم ظرفی، تنگ دلی یا تجاہل عارفانہ کہیں کہ تحریک کے آغاز و پس منظر اور محرکین کے نام تک نہیں لیتے، کیونکہ ان میں اہل حدیث علماء کا تذکرہ سرفہرست ہے۔ بلاشبہ 1974ء کی تحریک ختم نبوت ماضی کی تمام تحریکوں کی نسبت سب سے بڑی اور نتیجہ خیز ثابت ہوئی تھی، یعنی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔

یہ تحریک 29 مئی 1974ء سے شروع ہوئی۔ اس دن قادیانی جماعت ربوہ کی کمانڈ و تنظیم حکام الاحمدیہ کے غنڈوں نے چناب نگر ریلوے اسٹیشن (سابقہ ربوہ) پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے مسلمان طلبہ پر، جو تفریحی ٹور سے چناب ایکسپریس سے واپس آ رہے تھے، حملہ کر دیا۔ محض اس جرم کی پاداش میں کہ ان طلبہ نے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے تھے۔ طلبہ کو مار مار کر ادھ موا اور شدید زخمی کر دیا گیا۔ گاڑی جب فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو بے ہوش زخمی طلبہ کو گاڑی سے باہر نکالا اور سول ہسپتال داخل کرایا گیا۔

اسی اثناء میں شہر میں خبر پہنچنے پر بہت سے لوگوں کے علاوہ علمائے شہر مفتی زین العابدین، مولانا تاج محمود، مولانا عبدالرحیم اشرف، مولانا محمد صدیق، مولانا محمد اسحاق چیمہ اور راقم الحروف بھی اسٹیشن پر آ گئے۔ چناب ایکسپریس دو گھنٹے رُکی رہی۔ ان علماء نے بڑی جذباتی تقریریں کیں اور مشتعل ہجوم و طلبہ کو یقین دلایا کہ طلبہ کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

اس سانحہ پر احتجاج کرتے ہوئے فی الفور پریس کانفرنس کی گئی، جس میں مختلف مکاتبِ فکر نے اس المناک صورتِ حال سے پریس نمائندگان کو آگاہ کیا اور اگلے روز ہڑتال کا اعلان کیا گیا۔ یہ ہڑتال ایسی مکمل تھی کہ شہر کی مضافاتی کالونیوں اور محلوں کی دور دراز گلیوں میں بھی دکانیں بند رہیں۔ جب ملک کے دوسرے حصوں میں طلبہ کے ساتھ غنڈہ گردی اور مار پیٹ کی خبریں پہنچیں تو بڑے بڑے شہروں اور قصبات تک علماء نے فیصل آباد کی دینی قیادت سے رابطہ کیا۔ چنانچہ مولانا عبدالرحیم اشرف مرحوم کی قیام گاہ جناح کالونی میں ایک مشاورت کے بعد طے شدہ پروگرام کے مطابق راولپنڈی میں مولانا غلام اللہ خان کی جامع مسجد راجہ بازار میں نمائندہ اجلاس منعقد کیا گیا۔ اس اجلاس میں شرکت کے لیے فیصل آباد سے علماء کا جو وفد بنایا گیا، اس میں مفتی زین العابدین، مولانا عبدالرحیم اشرف، مولانا تاج محمود، مولانا صاحبزادہ افتخار الحسن، مولانا محمد صدیق، مولانا محمد اسحاق چیمہ، مولانا محمد شریف اشرف اور راقم الحروف شامل تھے۔ صاحب زادہ افتخار الحسن بیماری کے باعث نہ جا سکے۔

بنا بریں چناب ایکسپریس سے پنڈی جانے کے لیے سات ٹکٹیں سیکنڈ کلاس کی خریدی گئیں۔ اسٹیشن سے روانگی سے پہلے مولانا محمد اسحاق چیمہ نے فرمایا کہ ہم ساتھوں کو بذریعہ ٹرین نہیں جانا چاہیے، کیونکہ راستے میں سب کو گرفتار بھی کیا جا سکتا ہے، بہتر ہوگا کہ کچھ حضرات بذریعہ روڈ سفر کریں۔ اس تجویز پر بزرگ علماء مفتی زین العابدین، مولانا عبدالرحیم اشرف، مولانا تاج محمود اور مولانا محمد اسحاق چیمہ ٹرین سے اور مولانا محمد صدیق اور مولانا محمد شریف اشرف اور راقم السطور کار سے عازم پنڈی ہوئے۔

مولانا چیمہ صاحب کی سیاسی بصیرت اور خدشات صحیح نکلے۔ چاروں بزرگوں کو پولیس نے لالہ موسیٰ اسٹیشن پر اتار کر گرفتار کر لیا، لیکن بذریعہ روڈ جانے والے ہم تینوں رفقاء پنڈی پہنچ گئے۔ کئی شہروں سے آنے والے حضرات کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا، تاہم علماء کی اچھی خاصی تعداد اس ہنگامی اجلاس میں موجود تھی۔ اس اجلاس میں ''مجلس عمل ختم نبوت'' قائم کی گئی، جس کے سربراہ کراچی کے مولانا محمد یوسف بنوری بنائے گئے۔ روپے پیسے کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ناظم اعلیٰ میاں فضل حق ناظم مالیات مقرر ہوئے۔

فیصل آباد سے شروع ہونے والی یہ تحریک جلد ہی ملک گیر شکل اختیار کر گئی، جس میں اہل حدیث علما: علامہ احسان الٰہی ظہیر، حافظ عبدالقادر روپڑی، حافظ عبدالحق صدیقی، مولانا محمد حسین شیخوپوری اور مولانا محمد رفیق مدنپوری نمایاں تھے۔ ہمارے شہر فیصل آباد میں مجلس عمل کے صدر میاں طفیل احمد ضیاء (جماعت اسلامی) اور سیکرٹری جنرل راقم السطور تھا۔ تمام مکاتبِ فکر پر مشتمل مرکزی مجلس عمل ختم نبوت کے قائدین اور علمائے اُمت نے یہ تحریک ایسی منصوبہ بندی اور حکمت عملی سے چلائی کہ سارا ملک سراپائے احتجاج بن گیا۔

تحریک کے دوران میں حکومت نے صمدانی کمیشن قائم کیا، جس نے ربوہ اسٹیشن کے سانحہ اور دیگر پیش آمدہ واقعات کی تحقیقات کیں، لیکن حالات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ قومی اسمبلی کو انکوائری کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا اور مرزائی لاہوری پارٹی کے سربراہ پر جرح کی گئی، اس کے بعد قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر سات روز تک جرح ہوتی رہی۔ قومی اسمبلی میں صرف ارکانِ اسمبلی بحث میں حصہ لے سکتے تھے اور وہی سوال وجواب وغیرہ بھی کر سکتے تھے۔

اس اسمبلی کے ممبران مفتی محمود احمد اور مولانا شاہ احمد نورانی خاص طور پر گفتگو میں پیش پیش تھے، جنہیں راولپنڈی میں ہمارے علمائے اہل حدیث حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری اور مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح تیاری کرواتے اور مرزا قادیانی کی اصل تصانیف مہیا کرتے، جنہیں اگلے روز یہ ممبران اسمبلی میں حوالے کے طور پر دکھاتے۔

ایک دن مفتی محمود نے مرزا ناصر احمد کو مخاطب کر کے کہا کہ قادیان میں مرزا غلام احمد کے سامنے ایک شاعر نے ان کی تعریف کرتے ہوئے یہاں تک کہا: نعوذ باللہ!

محمدؐ پھر اُتر آئے ہیں قادیاں میں
اور پہلے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں

مرزا ناصر نے حوالہ طلب کیا تو مفتی صاحب نے دوسرے روز تک کا وعدہ کیا۔ چنانچہ اس حوالے کیلئے سوائے حافظ کمیر پوری صاحب کے اور کسی کے پاس اصل رسالہ نہ تھا۔ تقسیم ملک سے قبل ہفتہ وار ''البدر'' قادیان سے شائع ہوتا تھا، جس کے صفحۂ اوّل پر یہ قصیدہ شائع ہوا تھا، جو مفتی صاحب کو دیا گیا اور انہوں نے اسمبلی میں اسے پڑھ کر سنایا، جس پر مرزا ناصر اور ان کی ذرّیت کو بڑی ذلّت اُٹھانا پڑی، کیونکہ حوالہ دیکھنے سے پہلے وہ اسے جھوٹ اور کذب بیانی قرار دے رہے تھے۔

آخر میں ایک سوال پر مرزا ناصر احمد نے کہا کہ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتا، وہ کافر ہے۔ اس کے بعد قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قرارداد پاس کی، جس پر 7 ستمبر 1974ء کو اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر بھٹو نے آئین میں ترمیم کر کے قادیانیوں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور ربوہ کو کھلا شہر بنا دیا گیا۔ اس طرح 90 سال بعد قادیانی فتنہ اپنے انجام کو پہنچا، مگر اس آئینی ترمیم پر قانون سازی نہ ہوئی، جب کہ ختم نبوت کی تحریک اس قدر منظم اور پُر امن تھی کہ صرف تین ماہ دس دن کے اندر اندر اللہ تعالیٰ نے اسے کامیابی سے ہمکنار کیا۔

قومی اسمبلی میں قادیانیوں سے بحث مباحثے کے دوران علمائے اہل حدیث نے کلیدی کردار ادا کیا۔ مرزائیوں کے سوالوں کے جوابات اور حوالہ جات مہیا کرنے کا کام حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری کے سپرد تھا، جنہوں نے قادیانیوں کو لاجواب کر دیا

سید سبطین شاہ نقوی کو صدمہ

عطاء محمد جنجوعہ

سرپرست مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے سرپرست سید سبطین شاہ نقوی کے والد محترم سید فضل حسین شاہ نقوی آف تلوکر (ضلع خوشاب) 24 اگست بروز جمعرات رضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ سید محمد سبطین شاہ نقوی نے اپنے والد کا جنازہ خود پڑھایا۔ سینیٹر ڈاکٹر حافظ عبدالکریم ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان، الشیخ علی محمد ابوتراب سینئر نائب امیر مرکزیہ، مولانا عبدالرشید حجازی امیر پنجاب، حافظ محمد یونس آزاد ناظم پنجاب و دیگر علماء کرام کے علاوہ کثیر تعداد میں جماعتی احباب نے شرکت کی۔

مرحوم باواجی عقیدہ توحید کے معاملے میں کسی قسم کی مصلحت و لچک کے روادار نہ تھے۔ جب کبھی شرکیہ امور کو دیکھتے یا سن لیتے تو اُن کی دینی حمیت جوش میں آجاتی، فوراً زبان سے نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے۔ انہوں نے اپنی اولاد کو دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے اور اسلامی احکام پر کماحقہ عمل کرنے کی غرض سے شہر میں سکونت اختیار کر لی۔ اُن کے بڑے بیٹے سید عبدالقادر شاہ کاروباری مصروفیات کے باوجود اعزازی طور پر ماڑی لک میں خطبہ جمعہ پڑھاتے ہیں۔ اُن کے دوسرے بیٹے سید محمد سبطین شاہ نقوی مسلک اہل حدیث کی ترجمانی کی وجہ سے ملک بھر کے معروف علماء کی صف میں شامل ہیں۔ اُن کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے سینکڑوں کارکنان قافلوں کی صورت میں جماعتی پروگراموں میں شرکت کرتے ہیں۔ سینیٹر پروفیسر ساجد میر امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے اُن کی تنظیمی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کا سرپرست مقرر کیا۔ شاہ جی سیاسی بصیرت کے حامل ہیں، امیر محترم نے انہیں پنجاب کی سیاسی کمیٹی کا چیئرمین بھی نامزد کیا۔

مفتی محمد صدیق رحمہ اللہ کی زیر سرپرستی سرگودھا میں جامعہ علمیہ قائم تھا، اُن کی وفات کے بعد وہ للبنات تک محدود ہو گیا جبکہ شاہ جی نے مقام حیات سرگودھا میں جامعہ امام بخاری کی بنیاد رکھی۔ یہ سرگودھا ڈویژن کا بہت اچھا ادارہ ہے جہاں سے ہر سال بیسیوں طالب علم فارغ التحصیل ہو کر ملک کے طول وعرض میں مسلکی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ قاری محمد مزمل نے باوا فضل شاہ کی حسنات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ جب بھی جامعہ امام بخاری کی توسیع و تعمیر کے لیے اپیل کی گئی تو باوا جی نے سب سے پہلے اس کی بھرپور اعانت کا اعلان کیا۔ آپ کو قرآن کی تلاوت سے بے حد لگاؤ تھا، وفات سے چند گھنٹے پہلے رقت آمیز انداز میں سورہ یٰسین کی تلاوت کی پھر بے ہوشی کی حالت میں روح پرواز کر گئی۔ سید محمد سبطین شاہ نقوی کے قائم کردہ جامعہ امام بخاری کے ذیلی ادارے اور مساجد یقیناً اُن کے والد کے دینی جذبہ اور اولاد کی احسن انداز میں تعلیم و تربیت کا واضح ثبوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور اُن کی حسنات کو قبول کر کے جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اُن کی اولاد کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین!......شاہ جی کو جو صدمہ پہنچا ہے اس پر ہم اُن کے غم میں شریک ہیں۔

''خطباتِ بہاول پور'' پر ایک علمی و تحقیقی کام

ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم ایک علمی شخصیت ہیں، ان کی وسیع علمی و تحقیقی خدمات سینکڑوں کتب اور مختلف موضوعات پر تحقیقی مقالات موجود ہیں

علوم اسلامیہ کی تاریخ میں محترم ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم ومغفور کا شمار یقیناً ایسے علماء کرام وزعماء اسلام کی صف میں ہوتا ہے کہ جہاں امام ابن تیمیہ وامام ابن قیم کے علاوہ امام غزالی، شاہ ولی اللہ، نواب صدیق حسن، سید سلیمان ندوی، مولانا مودودی رحمہ اللہ جیسی نابغہ روز گار، کثیر الجہات وکثیر التصانیف ہستیاں موجود ہیں بلکہ وہ ایک لحاظ سے ان تمام میں بعض خاص امتیازات کے حامل بھی ہیں، اُن کی وسیع علمی وتحقیقی خدمات 165 سے زائد کتب اور تقریباً ایک ہزار تحقیقی مقالات، متفرق اور متنوّع موضوعات پر مشتمل ہیں۔ اسلامی علوم وفنون کا شاید ہی کوئی ایسا شعبہ ہو جس کا تعلق بالواسطہ یا بلا واسطہ تعلیمات رسول ﷺ سے ہو اور ڈاکٹر حمید اللہ نے اس پر تحقیقات وتصنیفات نہ چھوڑی ہوں۔ قرآنیات، تاریخ، تدوین حدیث اور بین الاقوامی قانون اسلامی آپ کے خاص شعبے تھے۔

آپ کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ Islamization of knowledge گویا آپ ہی کے مرہون منت ہے۔ آپ مسلم علمی روایت قدیم و جدید کا حسین امتزاج تھے کہ جنھوں نے مسلم فکر کو نئی جہتوں سے روشناس کروایا۔ مثلاً آپ کی کتاب The Muslim Conduct of State اسلامی قانون کے شعبہ کی تدوین نو، قدیم جنگوں اور بین الاقوامی تعلقات پر اہم ستون اور مرتب کیے گئے مصادر سیرت کے ابتدائی مسودات میں سے سیرت ابن اسحاق، اور الواقدی کی کتاب الردّہ، کی تلاش اہم کارنامہ ہے۔ آپ نے میثاق مدینہ کے متون تلاش کیے اور انہیں The first written constitution دنیا کا پہلا تحریری دستور قرار دیا کہ جس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔

آپ نے بین الاقوامی قانون پر فقہی مصادر میں سے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کا اہم مخطوطہ ''احکام اهل الذمہ'' شائع کی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ دور جدید میں بین الاقوامی قانون کے مجدد اور مؤسس ہیں۔ امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ، امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ کی تحقیقات علمیہ کو نئی جہت اور جدید طریقہ علمی کے مطابق نسل نو تک منتقل کرنے کا سہرا آپ ہی کے سر ہے کہ یہاں سے ہی رسول اللہ ﷺ کی سفارت کاری پر خاص دلچسپی پروان چڑھتی ہے اور پھر آپ عہد نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی، ریاست مدینہ کے عدل وانصاف اور طرز حکمرانی پر تحاریر فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی، عہد نبوی ﷺ کے میدان جنگ جیسی اہم کتب تالیف کیں۔ فرانسیسی

رانا شفیق خان پسروری

زبان میں ''پیغمبر اسلام: حیات اور کارنامے'' لکھی۔ دنیا کی کئی زبانوں انگریزی، فرانسیسی، جرمن، اردو میں تحقیقات علمیہ پیش کرنے کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے۔

تاہم آپ کی تمام کتب ومقالات وتحقیقات کا علمی نچوڑ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں دیئے گئے آپ کے وہ خطبات ہیں جو اس وقت کے صدر پاکستان کی خواہش پر دیئے گئے تھے جو ''خطبات بہاول پور'' کے نام سے معروف ہیں۔ ان خطبات کی علمی رفعت و شان کی وجہ سے کئی زبانوں میں اس کے تراجم کیے گئے اور طبع بھی ہوئے، جن سے ایک خلق نے فائدہ اُٹھایا، خود راقم کو دوران طالب علمی ان خطبات سے خوب استفادہ کرنے کا موقع میسر آیا، بالخصوص دورانِ مضامین وکالم نگاری، خطبات وتقاریر، ان کو زیر مطالعہ رکھتا رہا۔ ایم فل علوم اسلامیہ، تخصص سیرۃ النبی ﷺ کے دوران میں اور پھر Ph.D شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ کے کورس ورک کے دوران بھی اکثر اپنے استاذِ محترم جناب ڈاکٹر عبدالغفار سے اس کے حوالہ جات ومحتویات سے خوب مستفید ہونے کا موقع میسر آیا جس سے دلچسپی میں مزید اضافہ ہوا۔

جناب ڈاکٹر عبدالغفار سے اس پر ان کے ذاتی کام، تحقیق، تخریج اور تعلیق کے بارے میں سنا تو اُن سے لے کر پڑھنے کا موقع بھی ملا تو اس منفرد ومثالی کاوش کے ذریعے واقعتاً علوم ومعارف کے نئے زاویے سامنے آئے اور تحقیق مزید کا جذبہ پیدا ہوا۔

ہر ہر خطبے کے مطالعہ نے ایک مہمیز کا کام کیا، خطبات بہاول پور کی اس منفرد ''تخریج، تحقیق وتعلیق'' کے ذریعے اصل مصادر کی رہنمائی بھی میسر آئی۔ راقم نے محترم ڈاکٹر عبدالغفار سے گزارش کی کہ ان مباحث تحقیق اور ایسے ارمغان علمی کو نئے اسلوب اور نئے آہنگ سے شائع کر دیا جائے تا کہ نئے محققین اپنے اسلاف کے علمی کارناموں سے بخوبی واقف ہوسکیں اور علمی روایات کو مزید آگے بڑھا سکیں۔ آج یہ مسودہ تیار ہو کر روبہ اشاعت ہو چکا ہے تو خوشی ہو رہی ہے جس طرح ''خطبات بہاول پور'' کی اپنی علمی حیثیت ہے اسی طرح خواہش یہ ہے کہ یہ حواشی وتعلیقات بھی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہوں۔

میں اس اشاعتِ علمی ومثالی پر اپنے استاذِ محترم، محقق خطبات جنابِ ڈاکٹر عبدالغفار (ڈائریکٹر سیرت چیئر یونیورسٹی آف اوکاڑہ) کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جن کی کاوش اور اعانت سے یہ عظیم ارمغان علمی کتابی صورت میں سامنے آ گیا ہے۔

☆☆☆

اراکین مجلس شوریٰ مرکزیہ سٹی گوجرانوالہ کے نام

ہر رکن شوریٰ و کابینہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ یکم ستمبر سے ہفت روزہ اہلحدیث کی خریداری لازم کر دی گئی ہے۔اس سلسلے میں بطور رکن شوریٰ مرکزیہ سٹی آپ کے لیے بھی لازم ہے کہ آپ ہفت روزہ اہلحدیث کے خریدار بنیں۔اگر آپ پہلے سے خریدار ہیں تو جلد از جلد اپنا خریداری نمبر مجھے پرسنل میں واٹس ایپ کر دیں تاکہ مرکزیہ پنجاب کے دفتر میں جمع کروائی جانے والی مجلس شوریٰ کی لسٹ میں آپ کے اسم گرامی کے ساتھ ہفت روزہ اہلحدیث کا خریداری نمبر درج کیا جا سکے۔اگر آپ نے اب تک اپنے نام ہفت روزہ اہلحدیث کا اجراء نہیں کروایا تو اس کی سالانہ فیس 15 سو روپے دفتر مرکزیہ سٹی میں جمع کروائیں۔تاکہ رسالہ آپ کے نام جاری ہو سکے۔یاد رہے درج بالا لیٹر میں یہ واضح ہدایت موجود ہے کہ آئندہ جماعتی انتخابات میں وہی اراکین شوریٰ اپنا ووٹ کاسٹ کر سکیں گے جن کے نام یکم ستمبر 2023ء سے ہفت روزہ اہلحدیث کا اجراء ہوگا۔

منجانب: محمد ابرار ظہیر (ناظم مرکزیہ سٹی گوجرانوالہ)

ضلع خانیوال کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

27اگست بروز اتوار مرکزی مسجد خانیوال میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع خانیوال کی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت ضلعی امیر قاری سیف اللہ عابد نے فرمائی۔سید عبدالغفار شاہ ضلعی ناظم نے اجلاس کا ایجنڈا اور غرض و غایت بیان فرمائی۔اجلاس میں ناظم اعلیٰ سینیٹر ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کو ناموس صحابہ و اہل بیت ﷺ بل پاس کرانے پر مبارکباد پیش کی گئی اور جماعت میں دھڑے بندیوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے مرکزی، صوبائی اور ضلعی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔اجلاس سے امیر و ناظم ضلع کے علاوہ دیگر احباب نے بھی اظہار خیال فرمایا۔............**رپورٹ: سید عبدالغفار شاہ۔خانیوال**

مرکزی جمعیت و AYF ضلع بہاول پور کا اجلاس

مرکزی جمعیت و اہل حدیث یوتھ فورس ضلع بہاول پور کے ذمہ داران کی میٹنگ زیر امارت امیر ضلع سید عمر فاروق شاہ اور زیر نظامت ناظم ضلع اشفاق احمد سلفی مؤرخہ 6 ستمبر بروز بدھ بعد نماز ظہر جامع مسجد رحمۃ للعالمین گلی نمبر 19 ماڈل ٹاؤن B بہاول پور میں منعقد ہو رہی ہے۔

ایجنڈا:......گفتگو امیر و ناظم ضلع، تعارف کارکنان، تنظیم سازی مساجد، ہفت روزہ اہل حدیث توسیع مہم، سیلابی صورت حال پر جماعتی ریلیف کا کام وغیرہ۔

نوٹ: تمام احباب بروقت میٹنگ میں پہنچ کر ذمہ داری کا ثبوت دیں۔(شعبہ نشر و اشاعت)

حلقہ پی پی 145 لاہور کا اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث و AYF حلقہ PP145 لاہور شہر کا اجلاس مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور میں 27 اگست 2023 بروز اتوار بعد نماز عصر عبدالمنان قمر امیر حلقہ PP145 کی زیر صدارت منعقد ہوا۔مہمان خصوصی ڈاکٹر حافظ بابر فاروق رحیمی ناظم لاہور شہر تھے۔حلقہ کی مساجد کے علماء و ذمہ داران کے علاوہ امیر حمزہ شاہین ڈپٹی سیکرٹری AYF لاہور، چوہدری نصر اللہ چٹھہ ناظم سیاسی امور، عبداللطیف گل ناظم مالیات نے شرکت کی اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ساتھ چلنے کا بھرپور اعلان کیا، مختلف امور پر بات چیت ہوئی اور چند اہم فیصلے کیے گئے۔......**حافظ فیصل محمود جانباز ناظم حلقہ PP145 لاہور شہر**

قاری احسان الٰہی بخاری کے بہنوئی انتقال کر گئے

موت یقیناً ہر ذی روح کو آنی ہے لیکن بعض اشخاص کی موت سے روح کانپ جاتی ہے اور ان کا خلا پورا ہونا ناممکن ہوتا ہے۔21 اگست بروز سوموار راقم کے بہنوئی عاصم محمود روڈ ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہو گئے، زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جنرل ہسپتال میں دنیائے فانی سے چل بسے۔اناللہ وانا الیہ راجعون!......موصوف بڑے خوش اخلاق اور ملنسار تھے۔مرحوم قاری محمود احمد کے لخت جگر اور فیض اللہ خان غوری ناظم تحصیل کوٹ رادھا کشن کے داماد تھے۔قارئین سے التماس ہے کہ مرحوم کے لیے درجات کی بلندی اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔

سید عبدالقیوم غزنوی کی والدہ وفات پا گئیں

27 اگست بروز اتوار سید عبدالقیوم غزنوی نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئیں۔اناللہ وانا الیہ راجعون......مرحومہ صالحہ اور داعیہ تھیں، ہر سوموار کو اپنے گھر میں خواتین کا اجتماع منعقد کرواتیں اور خواتین کے مسائل سن کر ان کے جوابات دیتیں۔مرکز الاصلاح میں پروفیسر مزمل احسن شیخ نے ان کی پہلی نماز جنازہ پڑھائی اور دوسری نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں میر محمد میں قاری صہیب احمد میر محمدی نے پڑھائی۔قاری صاحب نے رقت آمیز اور مسنون دعاؤں سے جنازہ پڑھایا۔مرحومہ قاری صاحب کی خالہ محترمہ اور راقم قاری احسان الٰہی کی نانی اماں تھیں۔تمام قارئین سے التماس ہے کہ مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔

دعا گو: قاری احسان الٰہی بخاری، مینیجر ہفت روزہ اہل حدیث لاہور

اظہار تعزیت

☆......مرکزی جمعیت و اہل حدیث یوتھ فورس الفیصل یونٹ چک نمبر 136/10-آر جہانیاں کے کارکنان، مولانا محمد اکرم، مولانا عبدالشکور، محمد انور، ڈاکٹر خادم حسین، حاجی محمد اسلم، راقم و دیگر کارکنان نے اپنے ایک تعزیتی پیغام میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے امیر مولانا عبدالرشید حجازی کے پوتا اور پوتی کی وفات پر گہرے دُکھ اور غم کا اظہار کیا ہے۔اللہ پاک حجازی صاحب کو اس غم پر صبر جمیل عطا فرمائے، اللہ پاک اُن کو اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔مسلک اور جماعت کے لیے حجازی صاحب کی جدوجہد کو اللہ پاک ان کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے، آمین!

دعا گو: شفیق الرحمٰن جنرل سیکرٹری AYF چک 136/10-آر ضلع خانیوال

☆......24 اگست بروز جمعرات مرکز دارالسلام واہی جوگیاں تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور میں مولانا قاری محمد بلال ارشد کی بیٹی کی وفات پر تعزیت کے لیے امیر تحصیل، صدر AYF، ناظم ضلع، تحصیلی ناظم شعبہ خدمت خلق تشریف لائے، انہوں نے ورثاء کے ساتھ تعزیت اور صبر جمیل کی دعا کی۔اس موقع پر احباب جماعت سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔لواحقین کی طرف سے جنازے میں شرکت اور تعزیت کے لیے آنے والوں کا شکریہ ادا کیا گیا۔

منجانب: انتظامیہ مرکز دارالسلام واہی جوگیاں (تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور)

جیل جانے کو جی چاہتا ہے

سخن گسترانہ

خالد سیال

اب پتہ چلا ہے کہ ہمارے سیاستدان اور قائدین دوڑ دوڑ کر جیل کیوں جاتے ہیں، ہم سمجھتے تھے کہ یہ بہت بہادر اور مشنری لوگ ہیں جو ہنستے مسکراتے اور وکٹری کے نشان بناتے گرفتار کرنے والی وین پر سوار ہو جاتے ہیں، ان کا مشن اور مقصد حیات انہیں جیل کی کوٹھڑی تک لے جاتا ہے لیکن اب انکشاف ہوا ہے کہ مقصد کچھ اور ہے...... جیل میں جو عیاشیاں ہوتی ہیں، جی چاہتا ہے کہ کوئی آئے اور ہمیں بھی گرفتار کر کے کسی ایسی ہی جیل میں لے جائے۔ ماضی میں 1974ء کی تحریک ختم نبوت سے لے کر جنرل مشرف دور میں ججوں کی بحالی کی تحریک تک ایسے کئی مواقع آئے جب جیل کی سلاخیں سامنے نظر آتی تھیں لیکن پھر کسی نہ کسی طرح اس سعادت سے محروم ہی رہے...... آگے بڑھنے سے پیشتر ذرا ایک خبر پر نظر ڈالتے چلیں جو 29 اگست کے تمام چھوٹے بڑے اخبارات کی زینت بنی ہے۔ خبر کے مطابق پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) والے عمران خان کو اٹک جیل میں فراہم کی جانے والی سہولیات اور خوراک کی تفصیلات عدالت عظمیٰ کو پیش کی گئی ہیں۔ جو اٹک جیل کے سپرنٹنڈنٹ سے فراہم کی گئی ہیں اور اٹارنی جنرل نے سپریم کورٹ میں جمع کرائی ہیں۔ رپورٹ کے مطابق چیئرمین پی ٹی آئی عمران خان کو ان کی فرمائش پر دیسی گھی میں تیار کردہ دیسی مرغ اور بکرے کا گوشت پیش کیا جاتا ہے۔ ناشتے میں ڈبل روٹی، انڈے، آملیٹ، دہی اور چائے دی جاتی ہے۔ دوپہر کو ہفتے میں دو دفعہ سبزی، دو دفعہ دال چنا، ایک بار دال ماش اور ایک دفعہ مکس سبزی کے علاوہ دہی، سلاد اور موسمی پھل دیئے جاتے ہیں۔ چیئرمین پی ٹی آئی کو ڈیمانڈ پر ہفتے میں دو بار دیسی گھی میں پکی ہوئی دیسی مرغی اور ایک بار دیسی گھی میں تیار کردہ بکرے کا گوشت پیش کیا جاتا ہے۔ یہ قیدی 9×11 سائز کے سیل میں قید ہیں۔ 18 اگست کو اس بیرک کے واش روم کی توسیع کر کے اس کو نیا رنگ روغن کر دیا گیا ہے۔ واش روم کی دیواریں پانچ فٹ اونچی کر دی گئی ہیں جس میں نیا کموڈ نصب کر کے نیا دروازہ، شاور، ٹشو سٹینڈ اور سٹیل کی ٹونٹی بھی لگائی گئی ہے۔ قیدی کو میٹرس کے علاوہ چار تکیے، میز کرسی، جائے نماز اور ایئر کولر بھی دیا گیا ہے۔ مطالعے کے لیے انگریزی ترجمے والے چار قرآن پاک اور تاریخ پر لکھی گئی 25 کتابیں بھی دی گئی ہیں۔ قید خانے سے ملحق 44×13 فٹ کی ایک راہداری ہے جس میں یہ قیدی صبح و شام چہل قدمی کر کے اپنا دِل بہلاتے ہیں۔ ڈاکٹروں کی پانچ رکنی ٹیم روزانہ دِن میں دو بار اس قیدی کا طبّی معائنہ کرتی ہے۔ قیدی کو 21 انچ کا ٹی وی اور روزانہ کے اخبارات فراہم کیے جاتے ہیں۔ قید خانے میں بجلی کی دو مختلف لائنیں بچھائی گئی ہیں تا کہ قیدی کو کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے، اس کے علاوہ جنریٹر بھی نصب کیا گیا ہے۔ تا کہ بجلی کا بریک ڈاؤن ہونے پر کہیں قیدی کا دِل بریک نہ ہو جائے۔ کپڑوں اور واش روم وغیرہ کی صفائی کے لیے مشقتی فراہم کیے گئے ہیں۔ سیکورٹی کے لیے 54 اضافی اہل کار متعین کیے گئے ہیں۔ ہر منگل کو قیدی کے اہل خانہ اور بدھ کو ان کے وکلاء دو سے تین گھنٹے ملاقات کر سکتے ہیں۔ چنانچہ 7 اگست سے 23 اگست تک قیدی کی اہلیہ تین بار اور وکلاء بھی تین بار ملاقات کر چکے ہیں۔

عدالت کی طرف سے سزا یافتہ قیدی کو جیل میں فراہم کی گئی مذکورہ بالا سہولیات کو جان کر ہر پاکستانی کا جی چاہتا ہے کہ اسے بھی جیل بھیج دیا جائے۔ خان صاحب کو جیل میں جو سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں، اتنی سہولیات تو انہیں ان کے سابق یہودی سسرال میں بھی نہیں ملتی ہوں گی۔ اٹارنی جنرل نے عمران خان کو جیل میں سہولیات کی یہ رپورٹ چیف جسٹس عمر عطا بندیال کی ہدایت پر عدالت عظمیٰ میں جمع کرائی ہے...... چیف جسٹس، پاکستان میں یکساں انصاف فراہم کرنے کے ذمے دار اور انصاف کے محافظ ہیں۔ ظاہر ہے انہوں نے عمران خان کو فراہم کی جانے والی سہولیات کی رپورٹ تحریک انصاف کا محافظ بننے کے لیے نہیں بلکہ انصاف کا محافظ بننے کے لیے ہی منگوائی ہو گی تا کہ پاکستان کی مختلف جیلوں میں کردہ یا ناکردہ گناہوں کی پاداش میں قید انسانوں کو یکساں سہولیات فراہم کی جا سکیں۔ توقع کی جانی چاہیے کہ چیف جسٹس آف پاکستان اس کالم کی اشاعت تک حکومت کو ہدایت کر چکے ہوں گے کہ پاکستان میں تمام قیدیوں کو ایسی ہی سہولیات فراہم کی جائیں کیونکہ قانون اور انصاف کی نظر میں تمام انسان یکساں ہیں، بنیادی انسانی ضروریات سب کو یکساں طور پر فراہم کی جانی چاہئیں۔ توقع ہے اب پاکستان کی تمام جیلوں اور تمام قیدیوں کے حالات میں بہتری آ جائے گی۔ تحریک انصاف کے سربراہ یوں بھی ریاست مدینہ کے قیام کے دعویدار ہیں، ریاست مدینہ میں قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کی جو ہدایات دی گئی ہیں، وہ عمران خان نے قید میں مطالعہ کے دوران ملاحظہ فرما لی ہوں گی۔ خان صاحب اپنے ہمدرد اور غمگسار چیف جسٹس عمر عطا بندیال کو یقیناً کوئی پیغام بھجوائیں گے کہ انہیں جیل میں جو سہولیات دی جا رہی ہیں، وہ چیف جسٹس صاحب ملک بھر کے تمام قیدیوں کو فراہم کرنے کے لیے حکومت کو ہدایت کریں اور اس پر عمل درآمد کے عمل کی خود نگرانی کریں...... خان صاحب اپنے دورِ اقتدار میں ریاست مدینہ کے قیام کے لیے تو کچھ نہ کر پائے اپنے یار چیف جسٹس کے ذریعے کم از کم قیدیوں کو تو مساوی سہولیات دلوا دیں...... پاکستان کی جیلوں اور قیدیوں کی حالتِ زار کے بارے میں رپورٹیں اور اطلاعات سامنے آتی رہتی ہیں، قیدیوں کے ساتھ جس ''حسن سلوک'' کا مظاہرہ کیا جاتا ہے وہ بھی کسی سے مخفی نہیں۔ کچھ عرصہ قبل جیلوں میں کم سن بچوں کے ساتھ حسن سلوک کی جو تفصیلات سامنے آئی تھیں، خان صاحب کو اگر معلوم نہیں تو جیل میں کسی سے دریافت کر لیں۔ شاید ان کو کچھ فائدہ بھی ہو جائے...... چیف جسٹس آف پاکستان کو اگر ایک قیدی کے غم کے باعث پاکستان کے دیگر قیدیوں کا بھلا ہو جائے تو اس میں بھلا ہی بھلا ہے...... چیف صاحب عدالت اور انصاف کے میدان میں جو سنہری یادیں چھوڑ کر جا رہے ہیں، اس میں اگر تھوڑا سا اضافہ فرما دیں اور جاتے جاتے حکومت کو یہ ہدایت کر دیں کہ جیل میں جو سہولیات عمران خان کو دی جا رہی ہیں وہ سب قیدیوں کو بھی یقینی بنائی جائیں تو اس سے ملکی معیشت بھی ''بہتر'' ہو جائے گی اور چیف صاحب کا مستقبل بھی۔ کیا معلوم کبھی چیف صاحب کو بھی اس مہمان خانے کا ''مہمان'' بننا پڑ جائے...... سچی بات ہے اپنا تو جی ایسی جیل جانے کو مچل رہا ہے، جہاں سب کچھ ضرورت سے زیادہ میسر ہو گا اور قلم و قرطاس سے تعلق نبھانے کے لیے کافی وقت بھی۔